REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ‏ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ‏ و علی عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO. P/GDP-3.

جلد ۳۳ ‏ شمارہ ۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائب: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۰ روپے
ششماہی ۱۵ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۰ روپے
فی پرچہ ۷۰ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ ‏ یکم امان ۱۳۶۳ ہش ‏ یکم مارچ ۱۹۸۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۶ تبلیغ (فروری) - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں مورخہ ۲۴/۲/۸۴ کو ربوہ سے قادیان آنے والے ایک درویش کی زبانی ملنے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ "حضور پُرنور بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں"۔ الحمد للہ ——— احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۲۶ تبلیغ (فروری) حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں الفضل مجریہ ۲۱/۲/۸۴ کے ذریعہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ "متلی کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے" ——— احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۳/۲/۸۴ کو پاسپورٹ پر اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کی غرض سے پاکستان کے لئے تشریف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین ٭

اسلام میں ہر شخص کا یہ پیدائشی اور بنیادی حق ہے (کہ)

وہ جس مذہب کو چاہے اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے

انسانی حقوق کے بین الاقوامی چارٹر میں بھی شخصی آزادی کو برقرار رکھنے کی شرط موجود ہے!

جماعتِ احمدیہ قادیان کی طرف سے جناب سفیر صاحب حکومتِ پاکستان مقیم نئی دہلی کی خدمت میں متفقہ قرارداد

جماعتِ احمدیہ کے افراد کو سخت تکلیف پہنچی تھی جبکہ ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو کی حکومت نے عالمی احمدیہ جماعت کو "نان مسلم اقلیت" قرار دیئے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔ اب ہمیں یہ سُن کر انتہائی صدمہ ہوا ہے کہ پاکستان میں اسلامی کونسل نے پاکستان کے ضابطہ قانون میں کچھ ترمیم کرنے کی سفارشات کی ہیں۔ خاص طور پر قانون کی دفعہ ۴ یعنی "اسلامی حکومت کے فرائض" میں تبدیلی کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اسلامی کونسل کی یہ سفارش روزنامہ جنگ ۔ اگست ۱۹۸۳ء (لندن ایڈیشن) میں یوں درج ہے کہ ——— "حکومت کے لئے لازم ہوگا کہ وہ ایک ایسا قانون نافذ کرے جس کی رُو سے کوئی شخص جو مُسلمان نہیں خود کو اپنے طور پر مسلمان ظاہر نہیں کرے گا۔ اور نہ ایسا شخص شعائرِ اسلام کو اختیار یا استعمال کر سکے گا۔ اور خلاف ورزی کی صورت میں ایسا شخص موجبِ تعزیر ہوگا" ——— اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر مسلم کے الفاظ سے مُراد زیادہ تر احمدیہ جماعت کے افراد ہیں۔ اور اگر ایسا قانون بن کر نافذ ہوا تو جماعت کے لئے بہت سی مشکلات پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ اور احمدیہ جماعت کے مخالفین حکومت کے ذریعہ پاکستان میں احمدیوں کو نمازیں پڑھنے، مساجد بنانے اور اسلامی احکامات پر عمل کرنے سے روک دینا چاہتے ہیں۔ جب کہ کسی حکومت کا ایسا قانون بنانا قرآن مجید کی واضح تعلیم کے خلاف اور اسلامی رُوح کے منافی ہے۔ اسلام میں ہر شخص کا یہ پیدائشی و بنیادی حق ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے۔ اور اس کے شعائر کی پابندی اختیار کرے۔ اور کسی حکومت کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے۔ انسانی حقوق کے بین الاقوامی چارٹر میں بھی شخصی آزادی کو برقرار رکھنے کی شرط موجود ہے۔ اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر تمام مُسلمانوں کو اس پر سختی سے پابند رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور مذہبِ اسلام محبت اور امن کا علمبردار ہے۔ اور ہمیں کسی ایسے فعل کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے جس سے اسلام کے نیک نام کو دھبہ لگے ——— اس لئے ہم ممبران جماعتِ احمدیہ قادیان متفقہ طور پر جناب فضیلت مآب سفیر صاحب پاکستان مقیم نئی دہلی کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے انتہائی فکر کے جذبات و احساسات جو ان بنیادی حقوق سے متعلق ہیں آنجناب حکومتِ پاکستان تک پہنچا دیں ——— اس ریزولیشن کو متفقہ پاس کرتے ہوئے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس کی نقول مندرجہ ذیل کو بھجوائی جائیں:- (۱) جناب فضیلت مآب سفیر پاکستان مقیم انڈیا نئی دہلی بغرض اطلاع و ضروری کارروائی مرسل ہو۔ (۲) جناب سیکرٹری محکمۂ امورِ خارجہ گورنمنٹ ہندوستان بغرض اطلاع و ضروری کارروائی ارسالِ خدمت ہے۔ (۳) جناب ناظر صاحب امورِ عامہ قادیان بغرض اطلاع و ضروری کارروائی مرسل ہو۔ (۴) پریس میں بغرض اشاعت ارسال کی جائیں ٭

کراچی میں
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۲۱/۲/۸۴ میں درج تفصیل کے مطابق سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ سے معہ قافلہ ۵ فروری بروز اتوار بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لائے اور دو بجے بعد دوپہر گیسٹ ہاؤس واقعہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں فروکش ہوئے۔ حضور کی تشریف آوری پر جماعتِ احمدیہ کراچی نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اسی روز نمازِ مغرب کے بعد حضور ڈیڑھ گھنٹہ تک احباب میں رونق افروز رہے۔ اور ان کے مختلف سوالوں کے جواب ارشاد فرماتے رہے۔

۶ فروری سے ۹ فروری تک روزانہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹½ بجے سے ۱½ بجے بعد دوپہر تک احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں فرمائیں۔ اس عرصہ میں مجموعی طور پر ۱۲۵ سے زائد فیملیاں حضور کی ملاقات سے مستفیض ہوئیں۔ علاوہ ازیں جماعتِ احمدیہ کراچی نے ہر روز مختلف حلقہ جات کے احباب کی اجتماعی ملاقات کا انتظام کیا۔ حضور نے سب احباب کو شرفِ ملاقات بخشا اور مصافحہ کا موقع بھی عطا فرمایا۔ ۷ فروری کو انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ ۱۱ بجے سے ۲ بجے بعد دوپہر تک لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر اہتمام منعقدہ ایک پُرہجوم مجلس سوال و جواب میں حضور نے مہمان خواتین کے متعدد سوالات کے جواب دیئے۔ عصر کی نماز کے بعد جماعتِ احمدیہ کراچی کے

(باقی دیکھئے صفحہ ۲ کالم نمبر ۱)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

[illegible] صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام

قادیان دارالامان میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر علماءِ کرام کی دلچسپ اور معلوماتی تقاریر

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی سیکرٹری تبلیغ وتربیت قادیان

قادیان ۲۰ تبلیغ (فروری)۔ آج مقامی طور پر مسجد اقصٰی قادیان میں ساڑھے نو بجے صبح لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعودؓ کی یاد کو تازہ کرنے اور حضرت المصلح الموعودؓ کے مہتم بالشان کارناموں کو اُجاگر کرنے کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی زیرِ صدارت جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کی کارروائی کا آغاز ہُوا۔ جلسہ میں احباب کی بکثرت شمولیت کی غرض سے صدر انجمن احمدیہ کے تمام ادارہ جات میں تعطیل کر دی گئی تھی۔ اس لئے جملہ احباب و خواتین۔ نوجوان۔ بچے۔ بچیوں کی حاضری سے جلسہ بہت بارونق رہا۔ خواتین کے لئے پردہ کا مناسب انتظام کیا گیا تھا۔

مکرم حافظ قاری نواب احمد صاحب کی تلاوتِ کلام پاک، اور مکرم مولوی عبد الکریم صاحب ملکانہ کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید فاضل نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مہتم بالشان مکمل متن کو پڑھ کر سُنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے "پیشگوئی مصلح موعودؓ کا تاریخی پس منظر اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ تورات میں۔ یہود کی حدیث کی کتاب طالمود میں۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اور اِن مقدس کتب کے علاوہ اولیاءِ امت اور مولانا روم نے بھی حضرت المصلح الموعودؓ کے ظہور کے بارہ میں پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ پر بھی یہ ظاہر فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر سید منور علی صاحب کامل انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان نے حضرت مصلح موعودؓ کے منصب اور مقام کے بارہ میں چار رُباعیاں سُنا کر احباب کو محظوظ کیا۔

ازاں بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ زمین کے کناروں تک تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن" کے موضوع پر مدلّل تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ حضرت مُصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے دینی و دُنیاوی علوم سے نوازا تھا۔ آپؓ کے ذریعہ اشاعتِ اسلام کو فروغ حاصل ہُوا۔ دُنیا کے کناروں تک تبلیغِ اسلام ہوئی۔ اور آپؓ کا نام بھی دُنیا کے کناروں تک پہنچا۔ آپؓ نے قرآن مجید کے متعدد زبانوں میں تراجم کرائے۔ اور قرآن مجید کی ایسی معرکہ آراء تفسیر لکھی کہ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ کی قرآن فہمی اور قرآن مجید کے علوم و معارف کے اظہارِ بیان پر عش عش کر اُٹھے۔

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ آج ہم حضرت المصلح الموعودؓ کے مناقبِ جلیلہ بیان کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ حضرت المصلح الموعود کی پیشگوئی پُورا ہونے پر ہمارے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر پختہ ایمان پیدا ہُوا۔ حضورؓ کے باون سالہ دَورِ خلافت کا ہر دن اور ہر لمحہ جس رنگ میں گذرا وہ پیشگوئی مُصلح موعودؓ کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ حضورؓ کے وجود سے خدا تعالیٰ کے قُرب کا اظہار اور خلافت کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اور آپؓ کے کارہائے نمایاں ایسے درخشندہ و تابندہ ہیں کہ آنے والی نسلیں انہیں فخر و احترام سے یاد کیا [illegible] احباب کو تلقین کی کہ حضورؓ کے [illegible] ہوئے سب کو دل و جان اور تن من دھن سے اشاعتِ اسلام اور خدمتِ قرآن کے کاموں میں منہمک ہو جانا چاہیئے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔ بعد ازاں اجتماعی دُعا کے ساتھ صدرِ موصوف نے جلسہ کے برخاست کئے جانے کا اعلان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ کی مصروفیات - بقیہ صفحہ اوّل

بعض احباب کے ساتھ تشریف لانے والے معزز مہمانوں کی بھی بڑی بے تکلف اور دلچسپ مجالس منعقد ہوتی رہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مجالس میں مسلسل دو دو تین تین گھنٹے تک مہمانوں کے مختلف موضوعات سے متعلق سوالات کے بڑے مؤثر جواب دیئے۔

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و عافیت اور مقاصدِ دینیہ میں کامیابی کیلئے بالالتزام دُعائیں کرتے رہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام

الوداعیہ و استقبالیہ تقریب

قادیان ۲۴ فروری (تبلیغ)۔ آج بعد نمازِ عصر سوا چار بجے نُصرت گرلز سکول قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان نے سابق صدرِ مجلس خُدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی خدمت میں الوداعیہ اور نئے صدرِ مجلس محترم مولوی خورشید احمد صاحب انور کی خدمت میں استقبالیہ پیش کرنے کے لئے ایک تقریب منعقد کی۔ چنانچہ سکول کے صدر دروازہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی، محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری اور محترم مولوی خورشید احمد صاحب انور کا مجلس مرکزیہ کی طرف سے مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر نائب صدر، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر معتمد اوّل، خاکسار جاوید اقبال اختر معتمدِ ثانی، مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مہتمم اطفال اور مکرم ادریس احمد صاحب اسلم مہتمم تجنید نے گلپوشی کرتے ہوئے استقبال کیا۔ بعدہٗ سکول کے صحن میں جسے خوبصورت جھالروں سے سجایا گیا تھا، تقریب کا آغاز ہُوا۔ تلاوتِ کلامِ پاک، عہدِ خدام الاحمدیہ اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر نائب صدر نے سابق صدرِ مجلس کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے موقعہ کی مناسبت سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے زرّیں و قیمتی نصائح سے نوازا اور اجتماعی دُعا کرائی۔

اِس موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ نائب ناظران، افسرانِ صیغہ جات۔ مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ مجلسِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی، مہمانانِ کرام اور بعض مدعوین کی خدمت میں مختصر سا عصرانہ پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحیح رنگ میں خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا کرے اور حقیقی رنگ میں خادمِ دین اور داعی الی اللہ بنائے۔ آمین۔

مُعتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

شمعِ عزم و ہمّت

دِل کا کہا ہے، یہ بگڑتا ہے منا لیتا ہوں
جوت اِک اُس میں محبت کی جگا لیتا ہوں

جب کبھی ہوتا ہے گردش میں ستارا اپنا
عزم و ہمّت کی مَیں اِک شمع جلا لیتا ہوں

گاہ بہلاتا ہوں یادوں سے دلِ مُضطر کو
گاہ پلکوں کو مَیں اشکوں سے سجا لیتا ہوں

درِ مَولیٰ پہ سرِ عجز جُھکا کر اپنا
پینگ پھر اُس سے محبّت کی بڑھا لیتا ہوں

گا کے اِک درد بھری لَے میں کبھی شعر اپنے
حال اپنا مَیں زمانے سے چُھپا لیتا ہوں

یُوں گزر جاتے ہیں کچھ روز سکوں سے صدیق
آتشِ غم کو مَیں اِس طور بُجھا لیتا ہوں

★ محمد صدیق امرتسری سابق مُبلّغ مغربی افریقہ

جنت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے اور ہمیں یہی جنت کافی ہے

ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حسنہ کے سایہ میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے کوئی نہیں جو ہمارے قدم روک سکے

۱۹۸۴ء میں انشاء اللہ تحریکِ جدید کا وعدہ پہلی مرتبہ لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہو جائے گا!

اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا افتتاحی خطاب۔ فرمودہ ۲۸ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء بمقام احاطہ مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

وقتِ خزاں میں بہار:

"اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان، فضل اور کرم ہے جس کا شمار ممکن نہیں کہ ہر آن، ہر گھڑی، ہر روز، ہر شب، سال بہ سال جماعت احمدیہ کو ترقی پر ترقی دیتا چلا جاتا ہے اور کوئی ایک دن بھی جماعت کی تاریخ میں ایسا نہیں آیا جب کہ جماعت کا قدم کسی بھی پہلو سے پیچھے کی طرف گیا ہو۔ خزاں کے دن آتے ہیں تو پت جھڑ ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ جماعت ایسی ہے کہ جب خزاں آتی ہے تو اس میں اور بھی کونپلیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ یہ عجیب جماعت ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر ہمیشہ اور ہر حال میں پہلے سے بڑھتی ہوئی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا جا رہا ہے کہ ؎

"بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
کھلے ہیں پھول میرے بوستاں میں"

جتنی مخالفت بڑھتی ہے۔ دشمن جتنا بھی جماعت کو دبانے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔

انصار خاص کوشش کریں

آج میں نے خطبہ میں تحریکِ جدید کے چند کوائف پیش کئے تھے۔ ان کی مجموعی مقدار اس وقت بیان کرنے سے رہ گئی۔ گزشتہ سال اندرون اور بیرون کے وعدہ جات کی کل تعداد ۳۲ لاکھ روپے تھی۔ اور امسال یہ رقم بڑھ کر ۸۳ لاکھ روپے تک پہنچ گئی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف تحریکِ جدید میں ایک ہی سال میں ۵۱ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ الحمد للہ۔ ایک قدم اور آگے بڑھائیں تو آپ اگلے سال ایک کروڑ سے اوپر نکل جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی تاریخ میں ایک نیا سنگِ میل رکھا جائے گا کہ ۱۹۸۴ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تحریکِ جدید کا وعدہ پہلی مرتبہ لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہو گیا۔ تو اس کے لئے انصار کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔

دفترِ دوم کی طرف توجہ دیں

جہاں تک دفتر سوم کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بتایا تھا لجنہ اماء اللہ پر یہ ذمہ داری ڈالی تھی اور انہوں نے توقع سے بہت بڑھ کر کام کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اندرون اور بیرون ہر جگہ کی لجنات نے دفتر سوم کے چندہ دہندگان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔ پس انصار بھی دفترِ دوم میں دلچسپی لیں۔ (غالباً دفتر دوم انصار کے سپرد ہے) آپ کا مقابلہ احمدی خواتین کے ساتھ ہے۔ اور اب دیکھتے ہیں کہ آپ آگے نکلتے ہیں یا خواتین آگے نکلتی ہیں۔ پس خصوصیت کے ساتھ کوشش کریں کہ دفتر دوم کے معیارِ قربانی کو بڑھائیں۔ کیونکہ اب تعداد تو آپ نہیں بڑھا سکتے۔ (غالباً دفتر دوم تعداد کے اعتبار سے بند ہو چکا ہے) لیکن ایک پہلو ابھی باقی ہے کہ جو لوگ وفات پا گئے ہیں اگر ان کے ورثاء اُن کے اقربین اور اُن سے محبت کرنے والے، اُن کے نام زندہ رکھنا چاہیں تو وہ اس طرح تعداد میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ گزشتہ سال مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ باوجود اس کے کہ چندہ دہندگان میں غیر معمولی اضافہ ہوا مگر دفتر دوم کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے جو درست نہیں ہے۔ اول تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ دفتر دوم کے چندہ دہندگان سے اتنے دوست فوت کیسے ہو گئے۔ یہ بعید از قیاس ہے۔ یا تو دفتر نے اعداد و شمار دینے میں غلطی کی ہے۔ اور یا پھر انصار سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔ شاید انہوں نے یہ سمجھا کہ ہماری خواتین کام کر رہی ہیں۔ اس لئے ہم آرام کرتے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ آپ بھی ماشاء اللہ جوان ہیں۔ بڑھاپے کا تصور بالکل نکال دیں۔ ورنہ آپ کا تصور مجھے بھی بوڑھا بنا دے گا۔ میں ۵۴ سال کا تو ہوں۔ میں تو اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھتا۔ تو کم سے کم ۵۴ سال کی عمر تک کے جو انصار ہیں انہیں بہر حال جوان بن کے دکھانا پڑے گا۔ کوشش کریں کہ خدام سے بھی آگے نکلیں۔ جسمانی طور پر بھی خیال رکھیں، روحانی طور پر بھی اپنا خیال رکھیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں سندھ کا دورہ کیا کرتا تھا تو چند نوجوانوں کے ساتھ دوڑ بھی کیا کرتا تھا تاکہ ساتھ ساتھ کچھ جسم بھی ٹھیک رہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں لمبی دوڑ میں ہرا دیتا تھا۔ وہ ہر دفعہ کوشش کرتے رہے اس دفعہ جب میں گیا تو پھر انہوں نے کہا کہ آؤ اب دوڑ کرتے ہیں۔ میں نے کہا اب اور قسم کی دوڑیں ہو رہی ہیں۔ اُن سے وقت ہی نہیں ملتا۔ بہر حال آپ کو اپنی صحت اور اپنے جسم کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کوشش یہ کریں کہ آخر دم تک جوان رہیں۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بڑا پیارا لقب دیا تھا۔ "جوانوں کے جوان ہو تم"۔ تو ہر پہلو سے اپنے بچوں اپنے چھوٹے بھائیوں سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔

حاضری کی خوشکن رپورٹ

جہاں تک اس دفعہ اجتماع کی حاضری وغیرہ کا تعلق ہے بڑی ہی خوشکن رپورٹ ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انصار ہر جگہ بڑا زور مار رہے ہیں کہ کسی طرح اپنے دوسرے

"دار النجاۃ میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)
پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررز ۱/۲ بی رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون:- 27-0441
گرام:- "GLOBEXPORT"

ساتھیوں سے آگے بڑھ کر مجلس انصار اللہ کا جھنڈا بلند کریں۔ چنانچہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ سال ربوہ کے ۱۸۰۰ اراکین نے اس وقت تک رکنیت کا ٹکٹ بنوا کر داخلہ لیا تھا۔ اس کے مقابل پر اس دفعہ ۲۱۱۴ انصار باقاعدہ ٹکٹ بنوا کر یہاں اجتماع میں حاضر ہوئے ہیں۔ مجالس بیرون میں گزشتہ سال اس وقت تک ۶۶۲ مجالس آئی تھیں۔ اور اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۱۶ مجالس آچکی ہیں۔ اور باہر سے گزشتہ سال کے ۲۳۲۱ کے مقابل پر ۲۵۰۲ انصار اللہ تشریف لا چکے ہیں۔ جہاں تک مجالس بیرون ملک کا تعلق ہے ان کی تعداد میں تو کمی ہے لیکن نمائندگی میں کمی نہیں۔ گزشتہ سال ۸ مجالس بیرون ملک تشریف لائی تھیں۔ اس دفعہ ۶ مجالس بیرون آئی ہیں لیکن نمائندوں کے لحاظ سے گزشتہ سال بھی ۹ تھے اور اس سال بھی ۹ ہیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل سے عمومی طور پر گزشتہ سال کے مقابل پر نمایاں ترقی ہے۔

سائیکل سوار انصار جہاں تک سائیکل سواروں کا تعلق ہے انصار کو سائیکلوں پر آنے کی اس طرح تاکید نہیں کی جاتی جس طرح خدام کو کی جاتی ہے۔ اور وہاں تو کوشش بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ انصار کے لئے جب سائیکل سواری کی سکیم شروع کی گئی تو ہم نے اسے بطور "کچی مٹی" رکھا تھا یعنی آگئے تو ٹھیک ہے نہیں تو نہ سہی کوئی بات نہیں۔ لیکن پہلے سال ہی قریب کے اضلاع اور خصوصاً ضلع سرگودھا کی طرف سے جو حوصلہ دکھایا گیا تو اس سے پھر باقاعدہ اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ اگر اس میں مزید کوشش کی جائے تو رونق کو کافی بڑھایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ امسال ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء تین بجے شام کی رپورٹ یہ ہے کہ ۳۵۹ انصار سائیکلوں پر آئے ہیں۔ جب کہ گزشتہ سال ان کی تعداد ۱۹۷ تھی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۶۲ کا اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک لمبے سفر کا تعلق ہے اس دفعہ عمداً بعض علاقوں سے آنے کے لئے انصار اور خدام کو بھی روک دیا گیا تھا۔ کیونکہ حالات ایسے تھے کہ اس سے خدشہ تھا۔ اس لئے صرف نزدیک سے آسکے ہیں۔ لمبے سے لمبا سفر جو انصار کی طرف سے کیا گیا وہ ۲۵۰ میل کا ہے۔ یعنی وہ گروپ جو واہ کینٹ سے آیا ہے اس دفعہ ایک اور لحاظ سے بھی ایک نیا ریکارڈ قائم کیا گیا ہے کہ گزشتہ سال سب سے معمر انصار دوست جو تشریف لائے تھے ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ اور اس دفعہ جو آئے ہیں ان کی عمر ۸۵ سال ہے۔ ماشاء اللہ۔ اسی طرح ایک دوست ۸۱ سالہ بزرگ حکیم محمد اسلم صاحب ۱۲۸ میل کا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ ۸۵ سالہ بزرگ سراج الدین صاحب ہیں جو فیصل آباد سے تشریف لائے ہیں۔ ایک اور نیا ریکارڈ اس دفعہ یہ قائم کیا گیا ہے کہ ایک دوست جو ایک پاؤں سے معذور ہیں وہ سوٹی کے سہارے سے سائیکل چلاتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۰۲ میل کا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ امیر ضلع جھنگ میاں محمود احمد صاحب بھی اس دفعہ سائیکل پر قافلہ کے ساتھ آئے ہیں۔ اس سال ایک اور نئی دلچسپ بات کا اضافہ ہوا کہ گزشتہ سال ایک دوست اپنے بیٹے اور پوتے کو سفر میں ساتھ لائے تھے؛ اس دفعہ جو ۸۵ سالہ بزرگ ہیں یہ اپنے پڑپوتے کو سائیکل پر بٹھا کر لائے ہیں۔ تو تری نسلاً بعیداً کی پیشگوئی اس رنگ میں بھی خدام دیکھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک کاموں میں آگے بڑھتے ہوئے اگلی سے اگلی نسلوں کو بھی ساتھ شامل کرتے چلے جا رہے ہیں۔

عمومی طور پر ضلع سرگودھا اوّل آیا ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۷ انصار سائیکل پر تشریف لائے ہیں۔

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سال بعض غیر از جماعت احباب بھی شوق سے ہمارے سائیکل سواروں کے قافلوں میں شامل ہوئے۔ اور تین دوست ایسے ہیں (دو لاہور سے اور ایک فیصل آباد سے) جو ابھی تک احمدی نہیں لیکن وہ اپنی محبت اور پیار کے اظہار کے طور پر سائیکل سواروں کے ساتھ آئے۔ ان کی جزا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں دے گا۔ ہم تو ان کے لئے یہ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگلی دفعہ انہیں بطور احمدی شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

جماعت احمدیہ کی مخالفت جہاں تک عمومی کیفیت کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا حالات ایسے ہیں کہ ہر طرف سے جماعت کی مخالفت کی کوشش ہو رہی ہے۔ اور پہلے سے بہت بڑھ رہی ہے اور مخالفت بعض ایسے رنگ بھی اختیار کر جاتی ہے جو مذہب کے نام پر دھبہ ہے۔ انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ مذہب کی طرف منسوب ہو کر ایک انسان ایسی حرکتیں بھی کر سکتا ہے

لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ جب سے دنیا میں مذہب کا آغاز ہوا ہے مذہب اور مذہب کے مقابل پر دونوں طرف سے جیتنے کی جو جدوجہد اور کوشش ہوئی ہے اس میں ہمیشہ سچائی کے مقابل پر مذہب کے نام پر ہی مخالفت ہوئی ہے۔ اور ہمیشہ مخالفت نے ایسے ایسے رنگ اختیار کئے ہیں کہ جن کے تصور سے بھی طبیعت کراہت محسوس کرتی ہے۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ دونوں طرف سے مذہب کا ہی نام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دو اسوے الگ الگ ہیں۔ ان میں اتنا نمایاں فرق ہے کہ کسی انسان کے لئے اگر وہ فطرت سعیدہ رکھتا ہو، یہ پہچاننا مشکل نہیں کہ مذہب کا حقیقی علمبردار کون ہے اور مصنوعی کون؟ کون واقعۃً سچائی کی طرف ہے اور کون خیالی اور وہم کے طور پر محض نظریاتی لحاظ سے سچائی کے ساتھ ہے عملاً نہیں ہے۔ [illegible] نہیں کیونکہ جب سے ہمارے سامنے تاریخ مذہب کا آغاز ہوا ہے پہلے ورق سے شروع ہو کر آخری ورق تک ایک ہی کیفیت نظر آتی ہے کہ سچے مذہب والے بعض خاص اخلاق سے متصف ہوتے ہیں۔ ان کا کردار ایسا ہوتا ہے جسے وہ کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑتے۔ دوسری طرف مذہب کی طرف منسوب ہونے والے لوگ بھی ایک خاص کردار سے چمٹ جاتے ہیں۔ اور وہ بھی اس کردار کو نہیں چھوڑتے۔ مگر ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ مثلاً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں یہ فرق بہت کھل کر بہت زیادہ روشن ہو کر سامنے آیا ہے۔ اتنا واضح کہ اگر ہمیں باقی مذہب کی تاریخ کا ذرہ برابر بھی علم نہ ہو تب بھی صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تاریخ ہمارے لئے بہت کافی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کہیں اور دیکھنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ جو کردار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تھا وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس سے نہ بڑھنے کی ضرورت ہے نہ کم ہونے سے ہمیں کوئی فائدہ ہوگا۔ بعینہٖ وہی شکلیں بنانا پڑیں گی وہی کردار اختیار کرنا پڑے گا وہی اسلوب اپنانا پڑے گا۔ انہی راستوں پر قدم مارنے پڑیں گے جن پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم پڑا کرتے تھے۔

معزز ترین اخلاق آپؐ فرماتے ہیں کہ میں معزز ترین اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں ایسے اخلاق پر مبعوث کیا گیا ہوں جو اخلاق کی چوٹیاں ہیں۔ پس اخلاق کو اپنانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق کو اپنانا یہ ہے بنیادی چیز جس کے ساتھ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا کی مخالف طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پھر ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق میں ایک ایسی پختگی اور ایسا ثبات تھا کہ کسی کیفیت کسی حالت میں بھی وہ بدلتے نہیں تھے۔ اور دوسرے معنوں میں یعنی منفی رنگ میں آپؐ کے مخالفین میں بھی ایک ثبات نظر آتا ہے۔ وہ بھی نہیں بدلا کرتے تھے۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر میں جو حاضر ہوتا یا آپؐ سے ملنے کے لئے آتا تھا، آپؐ اس سے مہمان کے طور پر بے انتہا اکرام کا سلوک فرمایا کرتے تھے خواہ وہ کیسی ہی نیت سے آئے۔ کسی بد ارادے یا گندے ذہن کے ساتھ آیا ہو۔ یا بعض دفعہ غلط دعاوی لے کر بھی آیا ہو تب بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مہمان کی عزت فرماتے تھے۔ اور آپؐ کے گھر میں کسی کے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب بھی جب آپؐ کے ہاں آیا تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر میں وہ مامون اور محفوظ تھا۔ اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اسے میلی آنکھ سے دیکھ سکے۔ کیونکہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مہمان تھا۔ یہ ہے عظمت کردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی۔ اور جب آپؐ کسی کے پاس جاتے تھے تو بطور مہمان ہوتے تھے۔ اور مہمان کو جس قسم کے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے وہی آپ کرتے تھے۔ اور کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ آپؐ کسی کے ہاں گئے ہوں، کسی شہر یا کسی بستی میں گئے ہوں، اور وہاں آپؐ نے بطور مہمان اپنی ذمہ داریوں کو بھلا دیا ہو۔ اس کے برعکس دشمن کا کردار بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے منفی رنگ میں ثبات قدم رکھتا تھا۔ اس میں بھی آپ کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے۔ وہ مہمان بن کر آتے تب بھی گندہ ذہنی کرتے تھے اور اپنے اخلاقی تقاضوں کو بھول کر آیا کرتے تھے۔ بلکہ غالباً ہونے ہی نہیں تھے جو لے کر چلے ہوں۔ اس لئے ان کے نزدیک مہمان کے کوئی فرائض ہی نہیں تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شہر میں آتے تھے۔ آپؐ کے گھر میں آتے تھے تو نہایت بدتمیزی اور بد اخلاقی کا سلوک کرتے تھے۔ بعض گالیاں دے کر چلے جاتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے ہاں مہمان جاتے تھے تب بھی آپؐ سے ان کا سلوک یہی رہتا تھا لیکن [illegible]

اپنے سلوک کو بدلتے تھے جب خود مہمان ہوں، نہ اُس وقت بدلتے تھے جب خود میزبان ہوں۔ چنانچہ طائف کی بستی میں جو واقعہ گزرا یہ اسی قسم کے اخلاق کا مظہر ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اور اس پہلو سے دونوں کے کردار میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ قرآن کریم اس سے متعلق فرماتا ہے:۔

"كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا" ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

ہر شخص اپنی شاکلت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کی بھی ایک شاکلت تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ایک شاکلت تھی۔ مخالف اپنی شاکلت پر قائم رہے اور اپنی بے وقوفیوں میں یہ سمجھتے رہے کہ وہ مسلمان ہیں حالانکہ وہ مذہب اور اصلاح کے نام پر گالیاں دے رہے ہیں اور فساد برپا کر رہے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

"اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ" ۝ (البقرۃ: ۱۳)

خبردار یہی مفسد ہیں جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر نکلے ہیں۔ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ اُن بے وقوفوں کو پتہ ہی نہیں، احساس ہی نہیں کہ وہ کیا چیز ہیں۔ اسی لئے فرمایا:۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا

اس دنیا میں ان سے بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم نہیں یہ کہنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں کہ تم مفسد ہو۔ کیونکہ اُن کی دماغی حالت ایسی بگڑ چکی ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہی نہیں کہ ہم جو حرکتیں کر رہے ہیں وہ مکارم الاخلاق سے دُور کا بھی تعلق نہیں رکھتیں۔

ایک ہی کسوٹی

پس ہمارے لئے تو صرف ایک ہی کسوٹی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق ہیں۔ ہمارے گھروں میں آنے والے جتنی مرضی گندی گالیاں دیں، حد سے زیادہ دِل آزاری بھی کریں، تب بھی ہم نے مقابل پر بے صبری کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالنا۔ اور جب ہم اُن کے گھر جائیں گے تو ہم دُعائیں لے کر اُن کے گھر جائیں گے۔ اور اگر وہ ماریں گے بھی تو بھی ہم دُعائیں دیتے ہوئے واپس آئیں گے۔ یہ ہے وہ کردار جو زندگی کا کردار ہے اور جو کردار اس کے مقابل پر ہے وہ موت کا کردار ہے۔ تو میں آپ سے کیسے یہ توقع رکھوں کہ آپ زندگی دے کر موت خرید لیں، ہرگز نہیں! اس سے زیادہ جاہلانہ سودا اور کوئی نہیں ہوگا۔ زندگی کی ہر اُس علامت سے چمٹ جائیں جو محمد مصطفےٰ ؐ کی سیرت ہے۔ اور اس کے مخالف جتنی بھی علامتیں ہیں وہ موت کی علامتیں ہیں۔ ان سے منہ موڑ لیں۔ اور کبھی بھی آنکھ اُٹھا کر اُن کی طرف نہ دیکھیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے کفر کا خیال ایسا ہی ہے جیسے اُسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیا جائے۔ پس ہر وہ چیز، ہر وہ خلق جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر استعمال ہو وہ جلتا ہوا تنور ہے۔ آپ کبھی اس میں داخل ہونے کا تصوّر بھی نہ کیجئے۔ جنّت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ حسنہ کے سایہ میں ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ کوئی نہیں جو ہمارے قدم روک سکے۔ یہ سایہ پھیلنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ سایہ آگے بڑھنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ آگے بڑھے گا اور آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا اور پھیلتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ساری دُنیا اس سایہ کی لپیٹ میں آجائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

دُعا کریں کیجئے۔ آپ کو جو گالیوں سے دُکھ ہوتا ہے اس کے لئے دُعا ہی تو ایک ایسا موقع ہے جس میں آپ اپنے سارے دبے ہوئے جذبات نکال سکتے ہیں۔ آپ سے یہ تو نہیں کہا جا رہا کہ آپ نے کسی رستہ سے بھی اپنے جذبات نکالنے ہی نہیں، خدا تعالیٰ کی راہ میں جو آنسو بہتے ہیں اس رستہ سے اپنے جذبات نکالئے۔"

(منقول از الفضل ربوہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۴ء)

ہر آن اپنے اس مقدس عہد کو ذہن میں مستحضر رکھئے:۔

"میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا"

(منجانب)

کوہِ نور پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد ۲ (آندھرا پردیش)

اعلانِ نکاح اور تقاریب شادی و رخصتانہ

(۱)۔ مورخہ ۱۰/۲/۸۴ کو مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب ناصر فریدی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ابن مکرم ماسٹر شاہد احمد صاحب مرحوم قادیان کی تقریب شادی رانچی میں عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح مکرمہ میمونہ فریدی صاحبہ بنت مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم رانچی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ چنانچہ مورخہ ۴/۲/۸۴ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دولہا کی گلپوشی اور تلاوتِ کلام پاک و نظم خوانی کے بعد اجتماعی دُعا کروائی۔ مورخہ ۷/۲/۸۴ کو بارات قادیان سے روانہ ہو کر مورخہ ۱۰/۲/۸۴ کو رانچی پہنچی۔ جہاں دُلہن کے بڑے بھائی مکرم سید شہاب احمد صاحب کے زیر اہتمام شادی کی پُرمسرت تقریب انجام پذیر ہوئی۔ مورخہ ۱۵/۲/۸۴ کو بارات دلہن کے ہمراہ واپس قادیان پہنچی۔ مورخہ ۲۱/۲/۸۴ کو مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب کے بڑے بھائی مکرم نسیم احمد صاحب ناصر نے دو صد کے قریب احباب و مستورات کو دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا۔ نیز خوشی کے اس موقعہ پر مبلغ دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے۔ فجزاہُ اللہ تعالیٰ خیرًا۔

(۲) مورخہ ۱۳/۲/۸۴ کو مکرم مرزا محمد اقبال صاحب درویش کی بیٹی عزیزہ رُوفی اختر سلمہا کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ایک روز قبل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزہ کے نکاح کا اعلان مکرم نصیر احمد صاحب آف نارووال کے ساتھ مبلغ اٹھارہ ہزار روپے حق مہر پر کیا تھا۔ چنانچہ مہمان خانہ سے بارات بعد نماز عصر مکرم مرزا محمد اقبال صاحب درویش کے مکان پر پہنچی۔ جہاں دولہا کی گلپوشی، تلاوتِ کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دُعا کرائی۔

مورخہ ۱۴/۲/۸۴ کو مکرم نصیر احمد صاحب نے دعوتِ ولیمہ پر سوا دو صد کے قریب احباب و مستورات کو مدعو کیا۔

(۳)۔ مورخہ ۱۱/۲/۸۴ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے عزیز مکرم منیر احمد صاحب (خان فوٹو سٹوڈیو قادیان) ابن مکرم نذیر احمد صاحب ٹیلر درویش کے نکاح کا اعلان عزیزہ شمیم اختر صاحبہ بنت مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش کے ساتھ مبلغ سات ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم نذیر احمد صاحب نے خوشی کے اس موقعہ پر مبلغ دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہُ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے باعثِ برکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔ (ادارہ)

ولادت

(۱) مورخہ ۱/۲/۸۴ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم منور احمد صاحب ابن مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نومولود کا نام "طیّب احمد" تجویز فرمایا ہے۔ مکرم مستری منظور احمد صاحب نے اس موقعہ پر مبلغ -/۱۰ روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(۲) مورخہ ۱۰/۲/۸۴ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم سید عبد الغنی صاحب برہ پورہ کو بچی عطا فرمائی ہے جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے امۃ الباسط تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم سید وسیم الدین صاحب برہ پورہ کی پوتی اور مکرم مستری محمد دین صاحب درویش قادیان کی نواسی ہے۔ مکرم مستری صاحب نے اس خوشی میں دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ نومولودہ کے نیک اور خادمۂ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۳) مکرم مظاہر حسین صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ زیرِ اشاعت بیٹی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ و خادمۂ دین بنائے۔ آمین۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم بی۔ ایم کریم احمد صاحب بنگلور کو بتاریخ ۱۸/۲/۸۴ دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب آف بنگلور کا پوتا اور مکرم عبد الستار صاحب آف بنارس (یو۔پی) کا نواسہ ہے۔ نومولود کے نیک، صالح و خادمِ دین ہونے اور صحت و عافیت والی لمبی عمر پانے کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

(۵) خاکسار کے بھتیجے عزیزم عبد الستار صاحب سلمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بتاریخ ۲۶/۱/۸۴ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبد الحمید صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم ... نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کا نواسہ ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور نیک، صالح و خادمِ دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: بشیر الدین احمد حیدرآباد

"مومنوں کی ایک علامت اُن کی قربانیاں ہیں"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقم فرمودہ سورۃ البقرۃ کی پُر معارف تفسیر

"مومنوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ،

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

وہ آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ یعنی وہ قربانیاں کرتے اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ان قربانیوں کا بدلہ انہیں زندگی میں بھی ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ آنے والی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ یقین اُن کے اندر اتنی جرأت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ قربانیوں کی آگ میں اپنے آپ کو بلا دریغ جھونک دیتے ہیں۔

دُنیا میں بھی جب ایک سپاہی لڑائی میں جاتا ہے تو آخر کو نیم فائدہ کے لئے جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں مارا جاؤں گا اور بسا اوقات وہ مارا جاتا ہے۔ مگر فائدہ اس کی قوم اُٹھاتی ہے۔ اسی طرح ماں جب اپنے بچے کو اپنا خون چُوسا رہی ہوتی ہے تو اُسے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ دُودھ کا ایک ایک گھونٹ ماں کے خون سے بنتا ہے۔ اس لئے ایک ایک گھونٹ جو بچے کے گلے سے اُترتا ہے وہ درحقیقت ماں کا خون ہوتا ہے جسے وہ چُوستا ہے۔ اگر تمہاری ماں تمہارے مُنہ میں اپنا دُودھ نہ ڈالتی اگر تمہاری ماں بھی یہی کہتی کہ میں اپنا خُون کیوں چُوسنے دُوں۔ تو تم زندہ نہیں رہ سکتے تھے تمہاری ماں نے تمہیں اپنا خون دیا اس لئے کہ تم زندہ رہو۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنا خُون گراؤ۔ تاکہ تمہاری اَولاد اور تمہاری قوم اور تمہارا ملک زندہ رہے۔

بدر کی جنگ میں جو صحابی رضؓ شہید ہوئے تھے اُن صحابیوں رضؓ نے دُنیا کا کونسا سُکھ دیکھا تھا۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا۔ اور اپنے رشتہ داروں کو چھوڑا ــــــ اپنے ساتھیوں کو چھوڑا۔ اور پھر تیرہ برس تک کفار کے سخت ترین مظالم کا نشانہ بننے کے بعد ایک دُکھتے ہُوئے دل کے ساتھ، ایک رستے ہوئے زخم کے ساتھ انہوں نے مکّہ کو بھی چھوڑ دیا۔ اس اُمید کے ساتھ کہ انہیں پھر مکّہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ مگر ابھی ہجرت پر ڈیڑھ سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ اپنے وطن سے دُور، پُرانے وطن سے بہت دُور اور نئے وطن سے بھی میلوں دُور ایک تپتے ہوئے ریت کے جنگل میں کفار سے لڑتے لڑتے کٹ کٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ ان کے سر ایک طرف تھے اور دھڑ دوسری طرف۔ اگر یہ لوگ بھی یہی کہتے کہ ہم نے قربانی کر کے کیا لینا ہے۔ پھل تو دُوسرے لوگوں نے کھانا ہے تو اسلام کو وہ شان و شوکت، جو بعد میں اُسے حاصل ہوئی کہاں حاصل ہو سکتی تھی۔

اِسی طرح جنگِ اُحد کا ایک واقعہ ہے جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبَی ابنِ کعب رضؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور زخمیوں کو دیکھو۔ وہ دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیع رضؓ کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے۔ اور آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنے متعلقین اور اعزاء کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔ حضرت سعد رضؓ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں منتظر ہی تھا کہ کوئی مُسلمان اِدھر آئے تو پیغام دُوں۔ تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کرو کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے۔ اور اس کے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مُسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور رشتہ داروں سے کہنا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔ دیکھو ایسے وقت جب انسان سمجھتا ہو کہ میں مر رہا ہوں کیا کیا خیالات اس کے دِل میں آتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے میری بیوی کا کیا حال ہوگا۔ میرے بچوں کو کون پوچھے گا۔ مگر اُس صحابی رضؓ نے کوئی ایسا پیغام نہ دیا۔ صرف یہی کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے اس دُنیا سے جاتے ہیں۔ تم بھی اسی راستہ سے ہمارے پیچھے آجاؤ۔ ان لوگوں کے اندر یہی ایمان کی طاقت تھی جس سے انہوں نے دُنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے تختے اُلٹ دیئے۔ قیصرِ روم حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کسریٰ نے اپنے سپہ سالار کو لکھا کہ اگر تم ان عربوں کو بھی شکست نہیں دے سکتے تو پھر واپس آجاؤ۔ اور گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھو۔ یہ گوہ کھانے والے لوگ ہیں ان کو بھی تم نہیں روک سکتے۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ تو آدمی معلوم ہی نہیں ہوتے۔ یہ تو کوئی بلا ہیں۔

یہ جرأت مردوں پر ہی موقوف نہیں، مجھے تو ایک ماں کی قربانی پر حیرت آتی ہے۔ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو کسریٰ میدانِ جنگ میں ہاتھی لایا۔ اُونٹ ہاتھی سے ڈرتا ہے۔ اس لئے وہ اُنہیں دیکھ کر بھاگتے تھے اور اس طرح مُسلمان مارے گئے۔ آخر ایک دن مُسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو آج ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں جب تک دشمن کو شکست نہ دے لیں۔ ایک عورت حضرت خنساء اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں۔ اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگیں کہ پیارے بیٹو! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ساری جائیداد تباہ کر دی تھی۔ اور مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے بھائی سے کہوں کہ وہ مجھے حصہ دے۔ چنانچہ میں اُس کے پاس گئی۔ اُس نے میرا بڑا اعزاز کیا۔ بڑی دعوت کی۔ اور پھر اپنی جائیداد میں سے آدھی مجھے بانٹ دی۔ میں وہ لے کر چلی گئی تو تمہارے باپ سے میں نے کہا کہ اب تو آرام سے گزارہ کرو مگر اُس نے پھر اُسے بھی برباد کر دیا اور پھر مجبور کر کے میرے بھائی کے پاس مجھے بھیجا۔ پھر میں اُس کے پاس گئی۔ اُس نے پھر میرا اعزاز و احترام کیا۔ اور پھر بقیہ میں سے مجھے آدھی جائیداد بانٹ دی۔ مگر وہ بھی تمہارے باپ نے برباد کر دی۔ اور جب تمہارا باپ مرا تو اُس نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی۔ میں اُس وقت جوان تھی۔ تمہارے باپ کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ پھر اپنی زندگی میں اُس نے میرے ساتھ کوئی حُسنِ سلوک بھی نہ کیا تھا۔ اور اگر عرب کے رسم و رواج کے مطابق میں بدکار ہو جاتی تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ مگر میں نے اپنی تمام عُمر نیکی سے گزاری۔ اب کل فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔ میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں۔ کل کفر اور اسلام میں مقابلہ ہوگا۔ اگر تم فتح حاصل کئے بغیر واپس آئے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور کہوں گی کہ میں ان پر اپنا کوئی بھی حق نہیں بخشتی۔ اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو جنگ میں تیار کر کے بھیج دیا۔ اور پھر گھبرا کر خود جنگل میں چلی گئی۔ اور وہاں تنہائی میں سجدے میں گر کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگنے لگی اور دُعا یہ کی کہ اے میرے خدا میں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دین کی خاطر مرنے کے لئے بھیج دیا ہے۔ لیکن تجھ میں یہ طاقت ہے کہ اُن کو زندہ واپس لے آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ مُسلمانوں کو فتح بھی ہو گئی اور اس کے چاروں بیٹے بھی زندہ واپس آگئے۔ یہ جرأت اور بہادری ایمان بالآخرۃ ہی کا نتیجہ تھی۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ دُنیا کی نجات اسلام سے وابستہ ہے۔ اور ہم خواہ [illegible] خواہ نہیں۔ کیونکہ دُنیا بچ جائیگی۔ اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ بے شک ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ آج تو اسلام کو کہیں غلبہ حاصل نہیں مگر اس تنزل کے زمانہ میں بھی اُن لوگوں کی قربانیوں سے ہی مسلمانوں کو یہ عظمت دی ہوئی ہے کہ اسلام کا نام اوجہ اس کثرت کے جو مُسلمانوں کو حاصل ہے دُنیا کے تمام لوگ ادب کے ساتھ لینے پر مجبور ہیں۔ یہ رُعب مُسلمانوں کو کہاں سے حاصل ہُوا۔ انہی لوگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل ہُوا ہے جو بسا اوقات فاقہ سے رات کو سوئے اور بسا اوقات فاقہ سے ہی صبح کو اُٹھے۔ بسا اوقات اُن کی پگڑی پھٹی ہوئی ہوتی تھی تو انہیں پہننے کے لئے دُوسری پگڑی نہیں ملتی تھی۔ جُوتی پھٹی ہوئی ہوتی تھی تو انہیں پہننے کے لئے دُوسری جوتی نہیں ملتی تھی۔ یہ وہی رُعب ہے جو تمہارے باپ دادا کی قربانی کے نتیجہ میں تمہیں حاصل ہُوا۔ کہتے ہیں نام بڑا ہوتا ہے کام بڑا نہیں ہوتا۔ اب کام عام طور پر مُسلمانوں کے چھوٹے ہیں لیکن انہیں نام ایسا حاصل ہو گیا ہے کہ سب لوگ اُن سے ڈرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ رستم کے گھر میں ایک دفعہ چور آگیا۔ رستم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلا۔ اور دونوں میں کُشتی شروع ہو گئی چور کو یہ پتہ نہیں تھا کہ جس شخص کا وہ مقابلہ کر رہا ہے وہی رستم ہے۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی رستم کا نوکر ہے۔ آخر مقابلہ کرتے کرتے چور غالب آگیا اور وہ سینے پر چڑھ کر رستم کی گردن کاٹنے لگا اتنے میں رستم نے ایک دم شور مچا دیا کہ آگیا رستم آگیا رستم۔ اور چور یہ سنتے ہی اُس کے سینے پر سے اُتر کر بھاگ گیا۔ حالانکہ اُس نے رستم کو گرایا ہُوا تھا۔ مگر چونکہ رستم کے نام کا خاص رعب قائم ہو چکا تھا اس لئے اس نے رستم کو تو گرا لیا مگر رستم کے نام کا مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ گیا۔ تو جو لوگ قربانیاں کرنے والے ہوتے ہیں وہ دُنیا میں اپنا نام چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ مر جاتے ہیں مگر اُن کا نام اُن کی اَولادوں کی حفاظت کرتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگلے جہان میں جو انہیں لازوال بدلہ ملے گا"

(باقی دیکھئے صفحہ ١١ پر)

قسط اوّل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری اور انذاری پیشگوئیاں

تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز انچارج مبلغ کشمیر بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۳ء

قابلِ احترام صدرِ مجلس اور معزز سامعین

میری تقریر کا عنوان ہے "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبشیری و انذاری پیشگوئیاں"۔ پیشگوئی علم غیب پر مبنی ہوتی ہے۔ اور اس کے لفظی معنی ہیں آیندہ ہونے والے وہ واقعات جن کے اسباب معلوم نہ ہوں۔ جیسا کہ علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَ اَمَّا الْکَائِنَاتُ الْمُسْتَقْبِلَۃُ اِذَا لَمْ تُعْلَمْ اَسْبَابُ وُقُوْعِھَا وَلَا یَثْبُتُ لَھَا خَبَرٌ صَادِقٌ عَنْھَا فَھُوَ غَیْبٌ

کہ وہ آیندہ ہونے والے واقعات جن کے وقوع کے اسباب معلوم نہ ہوں اور نہ اُن کے متعلق پہلے کی کوئی خبرِ صحیح ثابت ہو تو وہ غیب ہوتا ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصر)

علم غیب خدا کا خاصہ ہے

علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اس کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں۔

عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ (انعام ع ۷)

یعنی غیب کی کنجیاں خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اُسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں وہ فرماتا ہے:۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (سورہ جن ع ۲)

یعنی خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے پر کسی کو کثرت سے اطلاع نہیں دیتا بجز اس کے جو اُس کا برگزیدہ رسول ہو۔ پس وہ امور غیبیہ جو نبی کو دیئے جاتے ہیں کسی علم یا کسی عقل کے ذریعہ ہرگز دریافت نہیں کئے جا سکتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں ایسا بصیرت بھرا ہوا ایمان پیدا ہو جو حق الیقین تک پہنچتا ہو جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ (حٰم ع ۶)

یعنی ہم اُن لوگوں کو آفاق میں بھی نشانات دکھائیں گے اور اُن کے نفسوں میں بھی یہاں تک کہ اُن پر بات کھل جائے گی کہ یہ سچ ہے۔

چنانچہ پیشگوئیاں جو نبی کرتا ہے وہ حق الیقین تک پہنچنے کا اہم ذریعہ ہوتی ہیں اور یہی ایک دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ کی زندہ ہستی پر زندہ ثبوت بن جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ باتیں جو دنیاوی نظروں میں انہونی ہوتی ہیں جب وہ ہو جاتی ہیں تو اُس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

عصرِ حاضر کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں زندہ خدا کا ثبوت بہم پہنچاؤں تب آپ نے اپنے اس دعویٰ کی سچائی اور صداقت کے لئے نشان نمائی کا اعلان بھی فرمایا مگر تاریکی کے فرزندوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ دوسرے مذاہب کا تو ذکر ہی کیا خود مسلمانوں نے بھی آپ کے اعلان کو قابلِ التفات نہ سمجھا کیونکہ وہ خود نشان نمائی سے مایوس تھے جیسا کہ "جلسہ اعظم مذاہب" لاہور میں مختلف مذاہب کے نمائندگان کے روبرو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مایوس کن الفاظ میں کہا۔

"یہ وہ وقت ہے کہ لوگ معجزہ پر ہنستے ہیں، معجزہ مانگتے ہیں لیکن انبیاء فوت ہو چکے ہیں، اُمت محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے ہیں۔ بے شک وارث انبیاء ولی تھے۔ وہ کرامات رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیر زمین ہو گئے۔ آج اسلام اُن کرامات والوں سے خالی ہے اور ہم کو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم نہیں دکھا سکتے"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور صفحہ ۱۴۶)

معزز حضرات! ایک طرف علماء کا یہ حال تھا دوسری طرف عوام الناس کا حال بھی قابلِ صد افسوس تھا۔ وہ لوگ معجزات و کرامات کے ضرور قائل تھے۔ لیکن ایسے معجزات جو محلِ استہزاء اور جائے اعتراض تھے۔ کہا جاتا ہے جب حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑے بڑے نشانات جو محیر العقول تھے دکھائے تو ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مرزا صاحب اپنا بڑا معجزہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں اُن کی پیشگوئی کے مطابق مارا گیا۔ یا فلاں کے ہاں بیٹا پیدا ہو گیا۔ بھلا یہ بھی کوئی معجزہ ہے معجزہ تو یہ ہوتا ہے کہ حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی کے پاس ایک دفعہ اُن کا ایک مرید آیا اور اُس نے پوچھا حضور! کبھی مردے بھی زندہ ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ ہم ابھی مردہ زندہ کر کے دکھا دیتے ہیں۔ چنانچہ مرغ مسلم جو انہوں نے کھایا تھا اُس کی ہڈیاں جمع کرائی گئیں۔ چنانچہ حضرت پیر نے اپنا ہاتھ اُن پر رکھا تو اُس وقت کڑ کڑ کڑ کرتا ہوا مرغ نکل بھاگا۔ وہ کہنے لگا یہ ہوتا ہے معجزہ۔

میرے قابل احترام بزرگو! ایسی مایوسی کفر و الحاد اور لادینیت کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

نیز فرمایا:۔

"وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ جس کی میں نے ابھی تفصیل بیان کی ہے وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اُس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اُس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں"

(اسلامی اُصول کی فلاسفی)

نیز فرمایا:۔

"میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب مردہ ہیں صرف اسلام زندہ مذہب ہے جو اپنے اندر خوارق اور نشان ساتھ رکھتا ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔ اگر میں نہ دکھا سکوں تو جو سزا مجھے چاہیں دیں گے"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۲)

پیشگوئیوں کی اقسام

نوعیت کے لحاظ سے یہ خوارق اور نشان یا یہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک وہ پیشگوئی جو تبشیری رنگ رکھتی ہے دراصل یہ حصہ حق کے طالبوں، مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو انذار اور تخویف کا رنگ رکھتی ہیں جو کافروں کے دلوں، نافرمانوں، بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت رکھنے والوں کے لئے ظاہر کی جاتی ہیں تاکہ وہ ڈریں اور اپنی اصلاح کریں یہی دو پہلو قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے بیان فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا۔

فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۴)

پس اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مُبشر و مُنذر کر کے بھیجا۔

دوسری جگہ فرمایا۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ (سورۃ النساء آیت ۱۶۶)

کہ ہم نے رسولوں کو مُبشر اور مُنذر کر کے بھیجا۔

معزز سامعین کرام! اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے موعودہ دور میں جب الٰہی نوشتوں کے مطابق وہ موعود عین وقت پر آسمانی نشانات و تائیدات کے ساتھ آیا تو اُس کی بے کسی و کسمپرسی کو دیکھ کر اُس کے ساتھ ٹھٹھا و استہزا کیا گیا، اُس پر پتھر برسائے گئے، اُسے گالیاں دی گئیں، اُس پر مقدمات کئے گئے آپؑ کے ماننے والوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا وحشیانہ رنگ میں سنگسار کیا گیا، آہ! صد آہ! کہ کوئی تکلیف ایسی نہیں جو آپؑ کو اور آپ کے ماننے والوں کو نہ دی گئی۔ کوئی ظلم ایسا نہیں جو آپؑ پر روا نہ رکھا گیا۔ اور آپ کی بے سروسامانی اور گمنامی کو دیکھ کر دنیا والوں نے آپ کے ساتھ بایں الفاظ تمسخر کیا کہ

"میاں قادیانی کو کیا ترجیح کہ وہ مسیح موعود مانا جائے کہ جس کو نہ علم نہ فضل نہ خاندان غوث سے اگر مسیحائی کا ایسا ہی بازار گرم ہے تو اور اچھے اچھے شخص اس کے مستحق ہیں"

(فتویٰ صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعتراف

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کم مائیگی اور کسمپرسی کا بایں الفاظ اظہار فرمایا۔

چنانچہ ہمارے محبوب آقا! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کی ان دلآزاریوں اور طعن و تشنیع کا بُرا نہیں منایا بلکہ فرمایا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو، بے شک نہ مَیں عالم ہوں اور نہ فاضل، اور نہ میری یہ خواہش تھی کہ دُنیا مجھے شناخت کرے، لیکن میرا کیا قصور؟ مَیں تو گوشہ تنہائی میں رہنا چاہتا تھا۔ فرمایا:۔

"مَیں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا"

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹)

نیز فرمایا:۔

"اے عزیزو، اے پیارو کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کرسکتا"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص۱۲۹)

اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے مخالفین کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خُدا اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کریگا اور خود اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس کو نشوونما دیگا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت دُنیا کی نظروں میں عجیب ہو جائے گی"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۸ء)

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے شمار خوشخبریاں دیں جو مومنوں کے لئے تا قیامت ازدیاد ایمان کا سامان مہیا کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱):۔ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(۲):۔ "مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس اور اموال میں برکت دونگا اور اُن میں کثرت بخشوں گا۔"

(۳):۔ "I shall give you a Large Party of Islam."

(۴):۔ "یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔"

(تذکرہ ص۵۰)

یعنی لوگ دُور دراز سے تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے

(۵):۔ "خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔"

(۶):۔ تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا .... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی"

(۷) "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا اک دن محبوب میرا"

معزز سامعین کرام! ان پیشگوئیوں پر غور کیجئے اور سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا ایک بے سروسامان اور گمنام انسان کی قدرت میں ہے کہ وہ سالہا سال قبل اپنی عزت و اقبال، فتح و کامرانی اور اپنی جماعت کے متعلق از خود ہی ایسی پیشگوئیاں کرے اور وہ پوری بھی ہو جائیں، خصوصًا دہریت والحاد کے غلبہ کے وقت جبکہ دنیوی اسباب اور خاندانی حالات کے اعتبار سے آپ کی شخصیت میں نہ تو کوئی خصوصیت تھی اور نہ کشش اور نہ آپ کسی یونیورسٹی یا کالج کے تعلیم یافتہ تھے کہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے اپنے تئیں دیکھا تو نہایت درجہ گمنام اور احقر من الناس پایا۔ وجہ یہ کہ نہ مَیں کوئی خاندانی پیرزادہ اور کسی گدی سے تعلق رکھتا تھا۔ تا میرے پیر اُن لوگوں کا اعتقاد ہو جاتا اور وہ میرے گرد جمع ہو جاتے جو میرے باپ دادا کے مرید تھے اور کام سہل ہو جاتا اور نہ مَیں کسی مشہور عالم و فاضل کی نسل سے تھا تا صدہا آبائی شاگردوں کا میرے ساتھ تعلق ہوتا اور نہ میں کسی عالم فاضل سے باقاعدہ تعلیم یافتہ و سند یافتہ تھا تا مجھے اپنے سرمایہ علمی پر ہی بھروسہ ہوتا اور نہ میں کسی جگہ کا بادشاہ یا نواب یا حاکم تھا تا میرے رعب حکومت سے ہزاروں لوگ میرے تابع ہو جاتے بلکہ مَیں ایک غریب اور ویرانہ گاؤں کا رہنے والا اُن ممتاز لوگوں سے الگ تھا جو مرجع عالم ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۵۴)

> مَیں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر
> کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
> اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
> قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرغار

اِن تمام روکوں اور مشکلات کے باوجود یہ پیشگوئیاں جو امور غیبیہ پر مشتمل تھیں اپنے وقت پر نہایت وضاحت کے ساتھ پوری ہوئیں اور آج تک پوری ہو رہی ہیں۔

معزز حضرات! جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس مقدس جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تو چند آدمی شامل ہوئے مگر دوسرے جلسہ پر کچھ تعداد بڑھ گئی تو اُس کو دیکھ کر حضور نے فرمایا:۔

"اس سالانہ جلسہ میں بجائے ۷۵ کے ۳۲۷ احباب شامل ہوئے ہیں اور ایسے بھی تشریف لائے ہیں جنہوں نے توبہ کرکے بیعت کی ہے۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ خدا تعالےٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں ہے؟"

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص۱۴۳)

میرے قابل احترام بزرگو! ذرا غور تو فرمائیں کہ کہاں ۷۵ آدمی کہاں ۳۲۷ اور کہاں اب اڑھائی تین لاکھ کا عظیم الشان اجتماع۔ انشاء اللہ وہ وقت دُور نہیں جب دس لاکھ کا عظیم مجمع بھی قلیل معلوم ہوگا۔

پھر غور فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام تو اکیلے تھے لیکن آج آپ پر اپنی عزیز جانیں قربان کرنے والے ایک کروڑ سے تجاوز کر گئے ہیں۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان نشان نہیں ہے؟

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"جس زمانے میں براہین (براہین احمدیہ) چھپ رہی تھی روپیہ کی آمدن میں قدم قدم پر تنگی تھی کوئی جماعت نہ تھی جس سے چندہ لیا جائے اس لئے مدت تک مسودہ کتاب کا معطل پڑا رہا۔"

لیکن آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا بیت المال اس قدر مضبوط ہے کہ اس پر انشاء اللہ کبھی خزاں نہیں آئے گی اور جماعت کا بجٹ کروڑوں سے تجاوز کر گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

جس وقت I shall give you a Large Party of Islam کا الہام ہوا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے ساتھ بایں الفاظ نوٹ دیا۔

"چونکہ اس وقت یعنے آج اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنے کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔"

(براہین احمدیہ ص۵۵۶)

لیکن آج حال یہ ہے کہ بڑے بڑے سائنس دان، قانون کے ماہرین، عالم فاضل، مدبر، نکتہ رس و نکتہ شناس حضور کی غلامی میں فخر محسوس کرتے ہیں اور یہ ترقی اس قدر حیرت انگیز ہے کہ دشمنان حق کو بھی اعتراف ہے۔

"یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی نظر آتی ہیں اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں حسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ (نعوذ باللہ) پر اندھا دُھند آنکھیں بند کرکے ایمان لے آئے ہیں۔"

(اخبار زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

معزز حضرات! زمین و آسمان گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے جو بھی پیشگوئی نکلی وہ پوری ہو کر رہی۔ کیوں کہ یہ خدائی قرنا اور آسمانی نعرہ تھا۔ اور یہ اُس کا منشاء تھا کہ قادیان کی اس مقدس زمین سے اُٹھنے والی آواز پھیلے اور پھولے اور دُنیا اس کے سایہ تلے آرام کرے لیکن کوتاہ اندیش، کم فہم اور ابنائے دُنیا اُٹھے اور خدا تعالےٰ کی اس آواز کو دبانے کے درپے ہو گئے۔ لیکن یہ آواز عرش سے جا ٹکرائی، عرش لرزہ براندام ہوا ؎

> شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
> خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

تب کیا تھا خدائے ذوالجلال و قہار آپ کی حمایت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا۔ چنانچہ قادیان کی اس کمزور و نحیف آواز کی صدائے بازگشت دُنیا کے بر و بحر سے سُنی گئی اور خدا کا ایک مقرب

(باقی ملاحظہ فرمائیں ص۱۳ پر)

سرینگر محلہ خانیار میں مدفون یوز آسف؟

از مکرم گیانی رفیق احمد صاحب ناصر قادیان

مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۸۳ء کا اخبار کشمیر ٹائمز ہمارے سامنے ہے۔ جس میں پی۔ این۔ میگزین آف سرینگر کا ایک مکتوب بنام ایڈیٹر زیر عنوان "Jesus Christ in Kashmir" درج ہے۔ موصوف نے درج ذیل امور کو بیان کر کے ایک روشن حقیقت کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس مضمون میں انہیں کا جواب دیا جانا مقصود ہے۔ وہ امور درج ذیل ہیں۔

الف:۔ مصنف عزیز کشمیری کی تصنیف "Christ in Kashmir" کسی حقیقی ریسرچ پر مبنی نہ ہو کر مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب آف پاکستان کی ایک کتاب سے ماخوذ ہے۔

ب:۔ سری نگر محلہ خانیار میں موجود قبر مسمّی بہ یوز آسف۔ حضرت عیسٰی کی قبر نہیں بلکہ ایک بزرگ صوفی کی قبر ہے جو کہ زین العابدین کے دربار میں مصری سفیر تھا۔ جو بعد از وفات اپنے گورو نصیر الدین کے پہلو میں مدفون ہوا۔

ج:۔ مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور انکے پیروکار سر محمد ظفر اللہ خان اور کچھ دیگر ساتھیوں نے اس فرضی داستان کو سچ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔

د:۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی مسیح کے کشمیر میں آنے کی گواہی مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "الھدیٰ" مطبوعہ مصر ۱۹۰۲ء میں موجود ہے جبکہ مولوی صاحب موصوف ۱۹۴۶ء کے احمدیہ رسالہ 'فرقان' میں اس حقیقت سے انکار کر چکے ہیں۔

یہ چند امور ہیں جن کا مفصل جواب دیا جائیگا۔ (انشاء اللہ)

الف:۔ مکرم عزیز کشمیری صاحب نے اپنی کتاب Christ in Kashmir کے لئے کوئی ریسرچ کی ہے یا نہیں۔ یہ ان کا اپنا ذاتی معاملہ ہے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

د۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب (جو پہلے احمدی تھے اور پھر بہائی ہو گئے) اور ان کے ساتھیوں کا تذکرہ کتاب الھدیٰ مطبوعہ مصر ۱۹۰۲ء میں (بابت قبر مسیح سرینگر) موجود ہے۔ جبکہ مولوی صاحب موصوف جولائی ۱۹۴۶ء کے احمدیہ رسالہ فرقان میں اس کا انکار کر چکے ہیں۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب نگار مولوی صاحب کے اس اقرار اور انکار کی اصلیت کو نہ سمجھ سکے ہوں۔ اس لئے انہوں نے یہ لکھ دیا کہ چونکہ ۱۹۴۶ء تک مولوی صاحب اور ان کے ساتھی علماء کو اس حقیقت کا علم ہی نہ ہو سکا کہ انکا نام اس کتاب میں درج ہے۔ اور جب ایک لمبے عرصہ کے بعد آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فوراً اس کی تردید احمدیہ رسالہ فرقان کے ذریعہ کر دی۔

اس حقیقت کو روشن کرنے کی غرض سے ہم صاحب مکتوب کو آج سے تقریباً ۴۸ سال قبل زمانہ کی طرف لئے چلتے ہیں جبکہ مولوی صاحب نے محض کذب بیانی سے اس تابناک حقیقت سے انکار کر کے ہمیشہ کے لئے ذلت و رسوائی کا لبادہ اوڑھ لیا۔ تقریباً ۱۹۳۵ء کے آس پاس کے عرصہ میں موصوف نے جماعتِ احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں اس مضمون کا خط تحریر کیا کہ "احمدی ہونے کے زمانے میں انہوں نے ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سری نگر کے محلہ خانیار میں واقع قبر کی تحقیقات کے متعلق لکھا تھا اور یہ خط حضرت اقدس نے اپنی کتاب "راز حقیقت" کے آخر میں شائع کر دیا۔ اس خط کے علاوہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر حضور نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ "ہمارے مخلص دوست مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری نے جب سرینگر میں اس مزار کے متعلق تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسٰی صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے بھی گواہی دی جو اب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کر لے۔" مولوی عبد اللہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ عبارت ان کے خط میں موجود نہیں۔ اور نعوذ باللہ حضرت اقدس نے یہ بیان خود بنا کر مولوی صاحب کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسے شائع کر دیا۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے موصوف کو اس رنگ میں جواب دیا کہ

آپ نے تحریر کیا ہے کہ آپ نے اپنے خط میں نہیں لکھا تھا کہ یوز آسف کا نام سن کر بعض نے کہا کہ عیسٰی صاحب کی قبر ہے یہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلط بیانی کی ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا خط چھاپ دیا ہے .... مگر کیا کوئی شخص ایسا کہہ سکتا ہے کہ ایک مصنف ایک خط اپنی تحریر کے ساتھ شائع بھی کر دے اور اس کی طرف غلط مضمون بھی منسوب کر دے یہ بات عقل میں نہیں آسکتی پس معقول بات یہی ہے کہ آپ نے زبانی بات کی اور اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا۔

نیز پھر دوسرے خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا کہ

"بہر حال یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ بہائی مقررہ طریق پر قسم کھا کر اعلان کریں کہ ۱۸۹۷ء یا اس کے قریب قریب سن میں بھی آپ نے حضرت اقدسؑ کے اس بیان کا انکار کیا تھا اس سے پہلے اس کتاب کے مضمون کا آپ کو علم نہ تھا اور ساتھ یہ بھی قسم کھائیں کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات لکھی ہے وہاں گو راوی کا نام نہیں مگر مراد آپ ہیں اگر ان دونوں امور کی آپ قسم نہ کھا سکیں تو آپ کا جھوٹ ظاہر ہے۔"

(رسالہ فرقان جولائی و اکتوبر ۱۹۴۶ء)

مگر ایک لمبے عرصہ کے بعد بھی مولوی صاحب موصوف نے بہائی طریق پر قسم نہ کھا کر اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگا دی۔

حقیقت یوں ہے کہ مولوی صاحب کتاب راز حقیقت کی صفحہ ۹ کی ایک عبارت کے پیچھے پڑ گئے مگر کیا آپ اپنے اس لمبے خط سے انکاری ہو سکتے ہیں جس میں آپ نے پوری تحقیق کرنے کے بعد حضور مسیح موعود علیہ السلام کو یہ لکھا (خلاصہ درج ذیل ہے اصل خط کتاب راز حقیقت مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں درج ہے) کہ "یہ بھی رنگ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ کشمیر میں آنے والے اس اسرائیلی نبی کو یوز آسف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم سے قبل چھ سو سال یہاں وارد ہوئے اور مختلف تواتر شہادتوں پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی بجز حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔"

مولوی صاحب موصوف تو اپنے اس خط کے ذریعہ اس روشن حقیقت کو تسلیم کر کے اپنے ہاتھ تو پہلے ہی کاٹ چکے ہیں اب انکا نام لے کر عذر نہیں پیش کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۴۶ء تک ان افراد کی نظروں سے کتاب "الھدیٰ" مصر میں چھپنے کی وجہ سے اوجھل رہی اس لئے وہ اس کی تردید اتنے عرصہ کے بعد کر سکے ہیں۔ حالانکہ اٹل سچائی یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف تقریباً ۱۹۲۰ء تک قادیان میں احمدی بن کر رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کے لئے پروف ریڈنگ بھی کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد آپ قادیان سے چلے گئے اور ۳۶-۱۹۳۵ء تک بظاہر احمدیت کا دم بھرتے رہے۔ ازاں بعد جب آپ احمدیت کو چھوڑ کر بہائی بن گئے اور اتنے لمبے عرصہ کے بعد ۱۹۴۶ء میں آپ کے ساتھیوں کے ورغلانے پر آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے اور آپ جھٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مذکورہ بالا خط ارسال کر کے رسالہ "فرقان" میں چھپوا دیتے ہیں۔

مکتوب نگار کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کتاب "الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" ۱۹۰۲ء میں قادیان کے مطبع ضیاء الاسلام میں چھپی تھی اس وقت مصر میں نہیں شائع ہوئی تھی۔ اور اس سے قبل بھی حضور کی کتاب "رازِ حقیقت" جس میں آپ کا خط شائع تھا۔ ۱۸۹۸ء میں چھپ چکی تھی۔ پھر کذب بیانی کر کے کیسے اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ ۴۸ سال تک ایک شخص آپ کی شہادت سے فائدہ اٹھاتا رہا اور آپ کو علم نہ ہوا جب کہ آپ اکثر حصہ اس عرصہ کا قادیان میں ہی بود و باش اختیار کرتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی آخری عمر میں محض اپنی عاقبت خراب کرنے کی خاطر یہ کذب بیانی کی کیونکہ بہائی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہائیت اختیار کرنے کے

بعد جاہے جتنا جھوٹ بولیں ہم کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

واہ رے جوشِ جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ

(۳) :- تیسری بات جو صاحب مکتوب نے تحریر کی ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان اور آپ کے ہم خیال احمدی احباب نے اس فرضی داستان کو سچ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ دراصل حضرت عیسٰی صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہاں سے بچ کر آپ کشمیر پہنچے اور ۱۲۰ سال کی عمر تک ایک متنازعہ نام سے رہے اور محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام گرامی سے مدفون ہیں۔ جس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

چودھویں صدی میں مبعوث ہونے والے مسیح موعود و مہدی معہود کا ایک یہ بھی بہت بڑا فرض تھا کہ وہ جہاں اُمّت اسلامیہ میں رائج غلط عقائد کو باطل کر کے اصل حقیقت سے ان کو آگاہ فرمائیگا۔ نیز کسر صلیب کریگا وہاں دیگر مذاہب میں موجود فاسد عقائد کی بھی بیخ کنی کریگا۔ سیح دوراں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرہونِ منّت ہونا چاہیئے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ اہل عیسائیت کو بھی کہ آپ نے آکر حضرت مسیح ناصری کی شخصیت کو روشن کر کے آپ کو ملعون ہونے سے بچایا۔ آپ نے سب سے پہلے آکر یہ تحقیق پیش کی کہ یہودی لوگ جس مسیح ناصری کو مقتول و مصلوب کرنا چاہتے تھے وہ اپنے ارادے میں ناکام ہو گئے اور خدا نے آپ کو لعنتی موت سے بچا لیا اور آپ کا روحانی رفع فرما کر آپ کو اپنے مقربین میں جگہ دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر کتاب حضرت مسیح کی اس صلیبی موت سے براءت کا اظہار کر کے آپ کو طبعی موت مارتی ہے حال ہی میں انگلستان کے مشہور شہر لندن میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ "بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس" اس تابوت کی آخری کیل تھی۔ جس کے جواب میں اہل نصاریٰ باوجود چیلنج وانعامات دینے کے مقابلہ پر نہ آ سکے۔

صاحب مکتوب کے ذوق کے مطابق انجیل اور تاریخی شواہد سے مختصراً یہ ثابت کیا جائیگا کہ مسیح صلیب پر فوت نہ ہو کر وہاں سے بیہوشی کی حالت میں زندہ اُتار لئے گئے اجدازاں جب آپ کا علاج کیا گیا تو صحت یاب ہونے کے بعد آپ پھر اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی کی غرض سے سیاحت کرنے کشمیر پہنچے اور پھر محلہ خانیار میں اپنی طبعی موت کے بعد مدفون ہوئے۔

متی کی انجیل میں درج ہے جب یہودی فقیہوں اور فریسیوں نے آپ سے نشان طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ

"اس زمانے کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔ کیونکہ جیسا یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

(متی ۱۲ : ۳۸)

یہاں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جس عظیم معجزہ اور نشان کا تذکرہ کیا ہے شاید اس نشان سے ہمارے محترم مکتوب نگار لاعلم ہیں انکے علم میں اضافہ کے لئے ہم وہ نشان یہاں مختصراً تحریر کر دیتے ہیں۔ مقدس عہد نامہ قدیم کی کتاب یوناہ باب ۱ اور ۲ میں درج ہے کہ دورانِ سفر بحریہ جہاز کے ناخداؤں نے یوناہ نبی کو اس کی مرضی کے موافق سمندر میں پھینک دیا اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور پھر خداوند کے حکم سے مچھلی نے یوناہ کو خشکی پر اُگل دیا۔ اس واقعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت یونس قبر نما مچھلی کے پیٹ میں نہ تو مردہ داخل ہوئے اور نہ ہی مردہ نکلے بلکہ زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ بعینہٖ اس نشانِ یوناہ کی مکمل تشبیہ میں ابن آدم نے بھی اپنے مخالفین یہود کو یہ نشان دکھایا کہ خواہ تم مجھے صلیب پر چڑھا کر مارنے کی کتنی ہی کوشش کرو خدا تعالیٰ مجھکو صلیب پر ہرگز نہیں ماریگا۔ اور ہوا بھی یہی کہ آپ صلیب پر سے زندہ اُتار لئے گئے اور پھر ایک پتھر کی غار نما قبر میں تین دن تک اپنے دو ساتھی یوسف آرمیتیائی اور حکیم نیقودیموس کی زیر نگرانی زخموں کا علاج کرواتے رہے اور پھر تیسرے دن ایک باغبان کے بھیس میں قبر سے نکل کر گلیل کی طرف روانہ ہوئے۔ اس ضمن میں ایک خاص مرہم "مرہم عیسیٰ" اس کے بیّن ثبوت کی اہم کڑی ہے۔ جو کہ آپ کے حواریوں نے محض آپ کے زخموں کے لئے تیار کی جس کا تذکرہ آپ کے زمانے کے مابعد کی عربی، رومی اور یونانی کتب میں پایا جاتا ہے اور پھر جہاں یوسف آرمیتیائی نیقودیموس جیسے جاں نثار ساتھی موجود ہوں پھر وہاں انکا پیارا نبی حضرت عیسٰی صلیب پر فوت ہو جائے؟ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ یہودہ اسکریوطی اور پطرس کی طرح تھوڑی تھے۔ جنہوں نے مشکل وقت میں آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔ بلکہ جیسے ہی مذکورہ دونوں حواریوں کو واقعہ صلیب کا علم ہوا انہوں نے آپ کو بچانے کی پوشیدہ کوشش شروع کی اور بالآخر کامیاب و کامران ہوئے۔

اس کے علاوہ موجودہ سائنسی دور میں کفن مسیح کی جدید سائنٹفک تحقیق سے یہ بات بپایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ "جو جسم اس کفن میں لپیٹا گیا تھا وہ مردہ نہ تھا بلکہ اس کے دل کی حرکت ہنوز جاری تھی کفن پر دقیق خون کے دھبے جس مقدار میں پائے گئے ہیں وہ یہ واضح کرتے ہیں کہ تصلیبی امور حسب دستور تکمیل کو نہ پہنچا تھا۔"

(خط منجانب کرٹ برنا الی پوپ پال)

یہ تو وہ قرائن تھے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کی صلیب پر وفات نہیں ہوئی۔ اور اس کے بعد تاریخی ثبوت اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی واقعہ صلیب کے بعد فلسطین سے ہجرت کر کے جنوب مشرق ایشیاء کے علاقہ افغانستان اور ٹیکسلا کے راستے ہوتے ہوئے بالآخر کشمیر سرینگر پہنچے۔ اور وہیں محلہ خانیار میں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔

انجیل میں حضرت عیسٰی کی زبانی یوں لکھا ہے کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ نیز میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو میری آواز لیں گی۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی باریک تاریخی شہادتوں سے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" یہ ثابت کیا کہ قوم افغان پٹھان اور کشمیری یہ سب بنی اسرائیل کے ان گذشتہ دس قبائل کی نسلوں میں سے ہیں جن کو جابر بادشاہ بخت نصر نے شام پر قبضہ کرنے کے بعد جلا وطن کر کے غور۔ غزنی۔ کابل۔ قندھار۔ اور کوہ فیروز کے کوہستانی علاقوں میں لا بسایا۔ یہاں ان بنی اسرائیلیوں کی اولاد کثرت سے بڑھی اور وہ پھیلتے ہوئے ان کوہستانی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ اور اس کوہستانی علاقہ میں کشمیر بھی شامل ہے جن کے ساکنین مختلف جامع مشابہتوں اور صفات میں یہودی الاصل ہیں۔ ملاحظہ ہو (کتاب مخزن افغانی مولفہ خواجہ نعمت اللہ ہراتی ۱۰۱۸ھ۔ کتاب ڈکشنری آف جیوگرافی مرتبہ اے کے جانسٹن مول اینڈ ملٹری گزٹ۔ ۱۸۹۸ء۔ کتاب اے سائیکلو پیڈیا آف جیوگرافی مرتبہ جیمز برائیفس ایف جی ایس مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء۔ ہسٹری آف افغان مصنفہ کرنل جی بی میلسن مطبوعہ لندن ۱۸۷۹ء)۔

ان تاریخی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنوب مشرقی علاقے کی یہ آبادیاں در اصل بنی اسرائیل کی وہ گمشدہ بھیڑیں تھیں جن کو بُلانا اور ان تک پیغام حق کو پہنچانا حضرت عیسٰی کا فرض تھا۔ چنانچہ جب فلسطین میں انکے دشمنوں نے آپ کا جینا حرام کر دیا تو پھر آپ ان قبائل کو آسمانی بادشاہت کی خوشخبری اور توحید حق کی تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ سرزمین ایران اور افغانستان قیامت کے دن اس بات کی گواہی دیگی کہ یہاں ایک مقدس فرستادہ اور رسول کے قدم پڑے ہیں جو اپنی ہی قوم کے ظلموں سے تنگ آکر دوسرے ممالک کی طرف ہجرت کر رہا تھا۔ افغانستان میں غزنی اور جلال آباد کے قریب ابھی کچھ ایسے مقام ہیں جن کے نام گرامی مسیح ناصری اور اُس کے مشابہ ناموں سے موسوم ہیں راستے میں سفر کی تکالیف برداشت کرتے اور پڑاؤ پر پڑاؤ مارتے بالآخر آپ کشمیر وارد ہوئے اس پُر مصائب تکلیفی سفر میں آپ کی والدہ محترمہ بمقام "مری" فوت ہو گئیں۔ جہاں آپ کا مزار اور مدفن تاحال موجود ہے۔ اور آپ کے نام پر ہی اس جگہ کا نام "مری" پڑ گیا۔

قدیم ہندو مذہب کی مقدس کتاب بھوشیہ مہاپران جو پہلی صدی عیسوی کی تصنیف شدہ ہے اس کے پہلے کھنڈ میں عیسٰی مسیح کے کشمیر میں آنے اور اُس وقت کے ہندو راجہ شالباہن سے طویل گفتگو کا تذکرہ ملتا ہے یہ کتاب ایک غیر مذہب والوں کی ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا اور اپنے مطلب کی عبارت داخل و خارج کرنا ہمارے اور آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن اس حقیقی، تاریخی واقعہ کو قلمبند کر کے مصنف نے مخالفین کے منہ پر ایک کاری چپت رسید کی ہے جس کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس کے بعد اور بہت سی کتب میں اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ خانیار میں موجود قبر یوز آسف یعنی عیسٰی مسیح کی قبر ہے۔ یہ لفظ تغیرات زمانہ اور زبان سے عیسٰی مسیح سے یوز آسف بن گیا جو کہ ایک بادشاہ نبی کہلاتا تھا۔ اور ۱۹۰۰ سال قبل کسی غیر ملک سے کشمیر میں آیا تھا۔ یوز آسف کے لفظی معنیٰ کرنے سے یہ معلوم ہوتا کہ لفظ یوز آسف ایک عبرانی کلمہ ہے جو لفظ لیسوع اور آسف سے مرکب ہے۔ لیسوع کے معنیٰ ہیں حوادثات اور مصائب سے نجات یافتہ اور آسف کے معنیٰ ہیں منتشر اور متفرق کو جمع کرنے والا۔

چنانچہ اس لفظ یوز آسف یا لیسوع آسف سے بھی حضرت عیسٰی کی شخصیت ہی ابھر کر سامنے آتی ہے کہ آپ اپنے مخالفین یہود کی اشد ترین مشکلات

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

اسلامی اخلاق

میل جول کے آداب اور سلام کا رواج

قرآن و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

از مکرم مولوی خورشید الرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ مقیم شاہجہانپور

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ الودود نے خطبہ جمعہ ۱۸ر فروری ۱۹۸۳ء فرمودہ بمقام مسجد احمدیہ مارٹن روڈ کراچی میں فرمایا کہ داعی الی اللہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ بدی کا مقابلہ ہمیشہ احسن قول اور احسن عمل سے کیا جائے۔ حضور انور نے ارشاد ربانی ادفع بالتی ھی احسن کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"پس ادفع بالتی ھی احسن کا یہاں مطلب یہ بنے گا کہ برائیوں کو حسن سے REPLACE یعنی بدل دو۔ حسن داخل کرتے چلے جاؤ تاکہ برائیاں جگہ چھوڑتی چلی جائیں۔ جیسے ایک کمرہ میں زیادہ لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش نہ ہو تو جو لوگ پہلے بیٹھے ہوتے ہیں وہ نئے آنے والے لوگوں کے لئے جگہ خالی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی اسی قسم کا مضمون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنی طبیعت میں حسن داخل کرتے چلے جاؤ۔ بدیاں خود بخود جگہ چھوڑتی چلی جائیں گی اور یہ امر واقعہ ہے کہ اس کے بغیر کبھی دنیا میں کوئی باقی رہنے والی تربیت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ اس نفسیاتی نکتے کو نہیں سمجھتے وہ ہمیشہ بدیاں دور کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ کیونکہ انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یہ نہ کرو تو سوال یہ ہے کہ کیوں نہ کرے اس سے بہتر چیز ملے گی تو نہیں کرے گا۔ ورنہ وہ اپنی ضد پر قائم رہے گا۔ فطرت چاہتی ہے کوئی اس کا متبادل ہو۔ کوئی اس سے بہتر چیز ہو۔ اس لئے میں نے بارہا کہا ہے کہ آپ جب اپنے گھروں کی، اپنے بچوں کی، اپنی عورتوں کی تربیت کرتے ہیں تو اس بات کو پیش نظر رکھا کریں کہ اگر اُن کو میوزک سے ہٹانا ہے یا گندے قسم کے گیتوں سے اور گندے فلمی گانوں سے ہٹانا ہے تو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں اچھی آواز میں تیار کریں جو دل پر گہرا اثر کرنے والی ہوں۔ جب آپ وہ نظمیں اُن کو سُنانا شروع کریں گے تو آہستہ آہستہ ان کی لذتوں کے معیار بدلنے شروع ہونگے۔ ایک چیز داخل ہوگی دوسری کو دھکیل کر باہر کر رہی ہوگی۔ یہ ایک دن کا کام نہیں دو دن کا کام نہیں۔ یہ تو بڑا لمبا اور صبر آزما کام ہے ہمت کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ انسان اگر ایک پروگرام بناکر رفتہ رفتہ یہ کام کرنا چاہیے تو یقیناً کامیاب ہوگا کیونکہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے۔ اور قرآن کریم کا دعویٰ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔

اس سلسلہ میں آپ کو تربیت کے کام کی تیاری کے لئے بہت وسیع مضمون مل جاتا ہے۔ مثلاً احادیث نبویہ ہیں اُن میں سے ایسی احادیث منتخب کریں جو غیر معمولی طور پر دل پر اثر کرنے والی ہوں وہ احسن کے تابع آئیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ ہی کے الفاظ میں احکامات ذہنیا بھی گہرا اثر رکھتا ہے ایسی احادیث کے ترجمہ کرنا یا مختلف معاشرتی ضرورتوں کو پیش نظر احادیث میں سے انتخاب کرنا بہت ضروری ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۱۸ر فروری ۱۹۸۳ء)

امام عالی مقام کے اس ارشاد کے پیش نظر قرآن حکیم و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تربیتی نقطہ نگاہ سے کچھ احکامات درج ذیل ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ" (۱۸/۱۱)

یعنی اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور داخل ہونے سے پہلے اُن گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اور اس (فعل) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (نیک باتوں کو ہمیشہ) یاد رکھو گے۔ پھر فرمایا:۔

"فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً" (سورۃ النور آیت ۶۲)

یعنی پس جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی برکت والی اور پاکیزہ دُعا ہے۔ نیز فرمایا:۔

"وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا" (النساء)

اور جب تمہیں کوئی دُعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دُعا دو یا (کم سے کم) اسی کو لوٹا دو۔

یہ وہ قرآنی احکامات ہیں جو میل جول، ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے اور سلام کو رواج دینے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں داعی الی اللہ مومن کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

احادیث نبویہ میں جو احکامات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جاری ہوئے ہیں وہ یوں ہیں فرمایا کہ:۔

(۱) "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ" (ترمذی)

اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو۔ اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۲) ایک شخص نے سوال کیا کہ:۔

اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔ (بخاری)

کونسا اسلام افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرنا۔

(۳) ایک شخص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، فَرَدَّ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ، فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ۔ (ترمذی)

السلام علیکم۔ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو بیس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپ نے انہی الفاظ میں اس کو جواب دیا جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اس شخص کو تیس گنا ثواب ملتا ہے۔

(۴) حضرت انسؓ سے فرمایا:۔

یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰٓی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُنْ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِکَ۔ (ترمذی)

اے میرے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ تو سلام کہو۔ اس طرح تجھے بھی برکت ملے گی اور تیرے خاندان کو بھی۔

(۵) فرمایا:۔

اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَھُمَا شَجَرَۃٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ۔

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے پھر جب کوئی درخت یا دیوار یا پتھر درمیان میں حائل ہو جائے یعنی وہ ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں اور فوراً ہی آپس میں ملیں تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہیں۔

(۶) سلام میں پہل کرنے کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ:۔

یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ، وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔ (بخاری)

سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔

(۷) فرمایا:۔

جنّت میں داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جسکے کرنے سے آپس میں محبت ہو! آپس میں سلام علیکم پھیلاؤ۔ (مسلم)

(۸) ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گذرے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو سلام کہا۔ (ترمذی)

(۹) دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو آدمی ملیں یعنی ایک دوسرے سے تو ان میں سے پہلے سلام کون کہے؟

آپ نے فرمایا جو اللہ کے بہت نزدیک ہو۔
(ترمذی)

(۱۰)۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو دو دو تین تین بار دہراتے تاکہ کلام سمجھ میں آجائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو تین بار سلام کہتے۔
(بخاری)

(۱۱)۔ فرمایا:۔
اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا۔ وَعَلَيْكُمْ۔ (بخاری)
کہ جب تم کو یہود و نصاریٰ سلام کریں تو اس کے جواب میں وَعَلَیْکُمْ کہو (یعنی تم پر بھی)

(۱۲)۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گذرے جس میں مسلمان، مشرکین، بُت پرست، یہود سب ملے جلے بیٹھے تھے آپؐ نے اُن کو السلام علیکم کہا۔ (بخاری)

(۱۳)۔ کلاہ بن حنبلؓ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بدون سلام کہے اندر چلا گیا آپ نے فرمایا واپس چلا جا اور کہہ السلام علیکم کیا میں آجاؤں۔ (ابو داؤد)

(۱۴)۔ حضرت زید بن حارثہؓ جب مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں تھے زید نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے آپؐ اپنے کپڑے کو کھینچتے ہوئے بڑھے اور اس سے معانقہ کیا اور اس کو بوسہ دیا۔
(ابو داؤد)

(۱۵)۔ قتادۃ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب معافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (بخاری)

(۱۶)۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا:۔
لَا تَاْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَاْ بِالسَّلَامِ۔ (البیہقی)
کہ اُس کو اندر آنے کی اجازت نہ دو جو سلام نہ کرے۔
یہ وہ ضابطۂ اخلاق ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّتِ مسلمہ کو اخلاق کے اعلیٰ مدارج قائم کرنے آپس میں اتحاد و اتفاق اور محبت کو بڑھاوا دینے اور صالح معاشرہ کو قائم کرنے کیلئے مرتب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن اخلاق کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین ✤

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بقیہ صہ ۸

اور موعود السان (حضرت مصلح موعودؓ) لکھا کہ "وہ شخص جو تن تنہا ایک تنگ صحن میں ٹہل ٹہل کر اپنے الہامات لکھ رہا تھا اور تمام دُنیا میں اپنی قبولیت کی خبریں دے رہا تھا۔ باوجود سب روکوں کے اللہ کی نصرت اور تائید سے اُٹھا اور ایک بادل کی طرح گرجا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حاسدوں اور دشمنوں کے کلیجوں کو چھلنی کرتا ہوا تمام آسمان پر چھا گیا ہندوستان میں وہ برسا [illegible] افغانستان میں وہ برسا عرب میں وہ برسا مصر میں وہ برسا سیلون میں وہ برسا بخارا میں وہ برسا مشرقی افریقہ میں وہ برسا جزیرہ ماریشس میں وہ برسا۔ جنوبی افریقہ میں وہ برسا مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا گولڈ کوسٹ سیرالیون میں وہ برسا آسٹریلیا میں وہ برسا انگلستان اور روس کے علاقوں کو اس نے سیراب کیا۔ اور امریکہ میں جا کر اُس نے آبیاشی کی۔ آج دُنیا کا کوئی براعظم نہیں جس میں مسیح موعود کی جماعت نہیں"
(دعوۃ الامیر صہ ۲۵۶)
(باقی آئندہ)

دُعائے مغفرت

خاکسار کو انگلینڈ سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ مجھ سے چھوٹی بہن خدیجہ بیگم اہلیہ برادرم جلال الدین صاحب امینی راولپنڈی میں ۷ر فروری ۱۹۸۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ برادرم جلال الدین صاحب امینی اس وقت انگلینڈ میں ہیں۔ احباب کرام دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمشیرہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
خاکسار۔ شریف احمد امینی ناظر امور عامہ قادیان

بیلگام (کرناٹک) کے

بھارتیہ دھرما سمیلن میں احمدی مبلّغ کی تقریر

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

پچھلے چند سالوں سے شری رگوبندر گوروجی لبو اپٹم کرناٹک کے کسی شہر میں ہر سال ایک بھارتیہ دھرما سمیلن منعقد کرتے ہیں۔ اس سمیلن کا مقصد بین المذاہب اتحاد و یگانگت کو مضبوط کرتے ہوئے نفرت و دشمنی کے رجحانات کو ختم کرنا ہے۔ اس تنظیم کی طرف سے اس سال آٹھواں سمیلن بیلگام میں منعقد کیا گیا۔ محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد پر خاکسار اور مکرم مولوی برہان احمد صاحب مبلّغ سلسلہ احمدیہ دانڈیلی اس سمیلن میں شرکت کے لئے گئے۔ مورخہ ۵ر فروری کو سمیلن کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں پچھلے سمیلنوں کی رپورٹیں سنائی گئیں۔ اس میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا۔ اور اس بات پر بھی شکریہ ادا کیا گیا کہ اس سال بھی انہوں نے اپنا نمائندہ بھجوایا ہے۔

بک سٹال منتظمین سمیلن نے جماعت احمدیہ کے لئے بڑی ہی باموقعہ اور عمدہ جگہ پر بک سٹال لگانے کے انتظام کئے۔ چنانچہ مکرم مولوی برہان احمد صاحب کی زیر نگرانی حسن چاند صاحب نائیکواڑی۔ مکرم عبدالفہیم صاحب سیکریٹری۔ مکرم نور محمد صاحب۔ خواجہ صاحب اور دیگر خدام الاحمدیہ بیلگام نے صبح سے ہی بک سٹال لگائے۔ بفضلہ تعالیٰ ہماری اُمید سے بڑھ کر کتب فروخت ہوئیں۔ اور سامعین نے بڑی دلچسپی سے کتب کا مطالبہ کیا۔

تقریر خاکسار کو چھ بجے شام تقریر کرنے کا وقت دیا گیا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کروایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کو بیان کیا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے "پیغام صلح" کے مضمون کو بیان کیا گیا۔ اور بتایا کہ مذہب کی اصل غرض تو اللہ تعالیٰ کو پانا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ کونسا ایسا مذہب ہے جس پر چل کر ہم جلد اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہیں۔ خاکسار نے اپنی تقریر کے آخر میں بتایا کہ قرآن مجید کے مطابق ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نذیر آیا۔ اور ہندوستان میں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا اَسْوَدُ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنًا (تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف) کے مطابق شری کرشن جی مہاراج نبی بن کر آئے۔

خاکسار کی تقریر کو بفضلہ تعالیٰ بڑی ہی دلچسپی سے سنا گیا اور سراہا گیا۔ سامعین نے انفرادی طور پر مل کر جماعت احمدیہ کی صلح کن اور امن بخش تعلیمات کی تعریف کی۔ سوامی جی منتظمین سمیلن اور معززین کو لٹریچر اور کتب کے تحائف دیئے گئے۔ جس کو انہوں نے مسرت و شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

دوسرے روز بیلگام سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اخبار "ترن بھارت" نے سمیلن کی رپورٹ دیتے ہوئے خاکسار کی تقریر کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا۔

"اسی طرح اس جلسہ میں جماعت احمدیہ کے بمبئی مشن کے پرچارک مولانا محمد حمید کوثر کی تقریر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انہوں نے اپنے بھاشن میں کہا کہ ہم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث کے مطابق شری کرشن جی مہاراج کو نبی اور اوتار سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عزت کرتے ہیں۔" (ترن بھارت ۶ر فروری ۱۹۸۴ء)

ہمارے بیلگام میں قیام کے دوران تمام احباب جماعت بیلگام نے بڑا تعاون کیا۔ خصوصاً سراج الدین صاحب، نصیر الدین شیرا صاحب، حسن چاند نائیکواڑی صاحب، عبدالفہیم صاحب، نور محمد صاحب، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ہماری ان حقیر تبلیغی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائیگا جو اپنے عزیز مال کو اس کی راہ میں خرچ کریگا

(فرمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

منقولات

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

"نوائے وقت" لاہور کی ۲۶ جنوری کی اشاعت میں صحافی م۔ش لکھتے ہیں:-

گذشتہ جمعرات کو اسلام آباد میں جب صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب علمائے کرام سے خطاب فرما رہے تھے تو رہ رہ کر ایک سوال میرے ذہن میں ابھر رہا تھا یہ تھا کہ عبا اور قبا سے مزین ان حضرات علمائے کرام میں ایسے کتنے تھے جو اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے کہ ہم قرآن کریم کے واضح احکامات کی روشنی میں فرقہ بندی اور تفرقہ پردازی سے قطعی طور پر بلند و بالا مسلمان اور صرف مسلمان ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان میں اسلام اپنی ایک لخت وحدت کھو کر صد پارہ فرقوں گروہوں میں بٹ چکا ہے اور ہماری مسجدیں اور ہمارے مکاتب اس فرقہ بندی اور گروہ سازی کے منبع اور مرکز بن چکے ہیں۔ اس دور میں جو شخص ان فرقہ بندیوں اور گروہ بازیوں کو ختم کر کے علمائے کرام کو اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یک لخت وحدت کے مبلغ اور پرچار کے قابل بنا سکے گا۔ وہ اس دور میں مسلمانوں کا سب سے بڑا محسن قرار دیا جا سکے گا۔

قرآن نے ہمیں بتایا ہے کہ اسلام اللہ تعالےٰ کے نزدیک دینِ حق ہے اور اس دین کے ماننے والوں کو مسلمان کے نام سے مسمی کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے جا بجا فرقہ بندی اور دین میں اختلاف پیدا کرنے والوں کے لئے عذابِ عظیم کی وعید سنائی ہے۔ قرآن کریم کے متعلق تمام مسلمان متفق ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے ازل سے ابد تک محفوظ ہونے کی اللہ تعالےٰ نے خود ضمانت مہیا کی ہے۔ قرآن کریم اپنے مفصل اور مدلل اور مبین ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اس کے باوجود اسلام کو ماننے والے مسلمان فرقوں گروہوں اور دھڑوں میں اس طرح بٹ چکے ہیں کہ ان کی تمام طاقت ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہو رہی ہے۔

قائد اعظم نے جو روایتی معنوں میں عالمِ دین نہیں تھے، مسلمانوں کو اسلام کی حفاظت کے لئے اپنا فرض ادا کرنے کو کہا تو لوگوں نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے تاریخی اور فقہی اختلافات کو طاقِ نسیاں پر رکھتے ہوئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تو دُنیا نے دیکھا کہ سات سالوں کے مختصر عرصے میں انتہائی مخالف حالات کے باوجود دُنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت نقشہ پر اُبھر آئی۔ اگر ہم نے قیام پاکستان کے بعد بھی اسلام اور مسلمانوں کے نام سے اپنا سفر جاری رکھا ہوتا تو آج دولخت ہو جانے کی بجائے ہم عالمِ اسلام کے تحفظ و بقا کی ایک موثر ضمانت بن چکے ہوتے۔

سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے فرقہ بندی اور تفرقہ بازی کے خلاف جو واضح غیر مبہم اور حتمی احکام دیئے ہیں ان کی تکمیل اور تعمیل کی ذمہ داری کس پر ہے؟ کیا یہ اسلامی مملکت کا فرض نہیں کہ جہاں وہ زکوٰۃ اور عشر کے نظام کو جاری کرتی ہے اور ملک کے قوانین کو اسلامی تقاضوں کی روشنی میں از سرِ نو مدوّن کرتی ہے وہاں وہ فرقہ بندی اور تفرقہ بازی کا قلع قمع کرنے کے لئے موثر اقدامات کرے؟

(ہفت روزہ "روشنی" سرینگر ۱۴؍ جنوری ۱۹۸۴ء)

عقائد کی سرحدوں سے بلند ہو کر مسلمانوں کو متحد ہونا چاہیئے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی پستی اور مسلم قائدین کی بے لبسی اور ہمارے اختلافات خود ہماری تباہی کے ذمہ دار ہیں آج مسلمان اپنی قوت اور اپنی دولت کہاں خرچ کر رہا ہے تو صرف آپسی اختلافات کو فروغ دینے کے لئے موجودہ حالات مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی مسلمانوں نے خود کی گرتی ہوئی ساکھ بچانے کے لئے عقائد کی جنگ کو ختم نہ کیا تو حالات مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔ اور بعض مقامات پر ختم بھی کر رہے ہیں۔ آج ہم کروڑوں کی تعداد میں رہ کر بھی بے لبسی کی زندگی گذار رہے ہیں اسکی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستوں سے ہٹ چکے ہیں اور عقائد کی جنگ میں مبتلا ہو چکے ہیں اور یہی جنگ ہم کو ہر موڑ پر تباہ کر رہی ہے اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عقائد کی سرحدوں سے بلند ہو کر متحد ہو جائیں۔ اور اسلام کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن ہو کر دُنیا میں وہ مقام حاصل کریں جس کے ہم مستحق تھے۔ آج ہم ان لوگوں کے رحم وکرم پر ہو گئے ہیں جن کی تاریخ میں کوئی اہمیت نہیں اور نہ کسی مقام پر تذکرہ ہے آج وہی افراد ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں اور ہم حاکم کی بجائے محکوم ہو چکے ہیں اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں۔ یہی کہ ہماری بنیادی کمزوریوں سے دشمنِ اسلام اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں اور وہ وقفہ وقفہ سے عقائد کی آگ کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اور یہ آگ سے ہم اور ہمارے تعلیمات جل کر خاکستر ہو رہے ہیں۔ دوسری قوموں کے سامنے ہم اور ہمارا مذہب ایک نمونہ تھا۔ اور آج ہم ہمارے اختلافات کی نمایاں کہانیاں دوسروں کے لئے ایک تماشہ بن چکی ہے۔ مسلمانو! ابھی بھی وقت ہے کہ ہم متحد ہو جائیں۔ یہ بات ہم کو ہرگز نہیں سوچنا چاہیئے کہ شیعہ ہیں یا تبلیغی اہلحدیث یا احمدی یا مہدوی بلکہ ہم آپ کو صرف اور صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم وہ مسلمان ہیں جس کا تذکرہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ اگر ہم وہی مسلمان ہیں تو تمہاری سب سے بڑی کامیابی ہے۔

(ہفت روزہ آندھرا جرنل حیدر آباد ۱۱؍ دسمبر ۱۹۸۳ء)

سالِ نو کا جشن کراچی میں:-

کراچی اسلامی مملکت پاکستان کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ متمدن شہر ہے "سالِ نو کا جشن" جس طرح غیر ممالک کی تقلید میں وہاں کے بے فکرے نوجوان دولتمندوں نے منایا ان کی مختصر سا نحہ ہی حد درجہ افسوسناک روداد پاکستان کے مشہور جریدہ نوائے وقت میں ایک نمایاں خبر کی حیثیت سے شائع ہوئی ہے جسے بلا کسی تبصرہ کے یہاں درج کی جا رہی ہے۔

شہر کے سینکڑوں نوجوانوں، بے فکرے دولتمندوں اور بعض سرکاری افسروں نے آج شب بارہ بجے بتی گل کر کے مغرب کے انداز میں نئے سال کو خوش آمدید کہا اور ہیپی نیو ائیر کے گیت گائے شہر کے تمام بڑے اور فائیو اسٹار ہوٹلوں میں آج سالِ نو کی تقریبات منعقد ہوئیں جن میں موسیقی کے پروگرام، رقص اور عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ رات دیر گئے تک شہر کی سڑکوں پر نوجوانوں کی ٹولیاں غول کی شکل میں ہارن بجاتے ہوئے گھومتی رہیں۔ ایک اندازے کے مطابق سالِ نو کے جشن میں لاکھوں روپے لٹائے گئے۔ اسی موقع پر ہوٹل کے بیرونی اکمائنز کے جلنے اور پولیس والوں کی بن آئی۔ سالِ نو کے جشن کی تقریبات کے ٹکٹ فروخت کرنے کے لئے مقامی فائیو اسٹار ہوٹلوں نے اخبارات میں اشتہارات دیئے۔ جس میں طرح طرح کی ترغیبات دی گئیں۔ ۱۹۸۴ء کا استقبال کرنے کے لئے سب سے مہنگی تقریب ہوٹل انٹرکان میں منعقد ہوئی جس کی ایک جوڑے کے لئے ٹکٹ کی شرح داخلہ ایک ہزار روپے رکھی گئی تھی جہاں کی تقریب میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر گلوکارہ لنڈی جان کو سنگاپور سے بلایا گیا تھا۔ باقی ہوٹلوں کی سالِ نو کی تقریبات کی تفصیلات یہ ہیں۔ تاج محل میں دو سو جوڑوں کا انتظام شرح ٹکٹ فی جوڑا ۶۰۵ روپے۔ بیچ لگزری ہوٹل "ناممکن" کے ٹائیٹل سے بغیر وقفہ کے موسیقی کا پروگرام شرح داخلہ ۵۷۵ روپے۔

(ہفت روزہ صدق جدید لکھنؤ ۸؍ فروری ۱۹۸۴ء صـ۳)

شعائر کی تذلیل قبول کرنے والی قومیں ہلاک ہو جاتی ہیں: مرزا طاہر احمد

لندن۔ مسجد فضل لندن کے ایک اعلامیہ کے مطابق مسجدِ اقصیٰ کو تباہ کرنے کی ناکام کوشش کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے سربراہ جناب مرزا طاہر احمد نے کہا کہ مسجد کو نابود کرنے سے مسلمان تباہ نہیں ہو سکتے لیکن شعائر کا قوموں کی زندگی سے گہرا تعلق ہوتا ہے جو قومیں اپنے شعائر کی ذلت قبول کر لیں وہ ہلاکت کا شکار ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کی تربیت فرمائی کہ جھنڈے کی حفاظت کرنی ہے ایک غزوہ کے موقع پر آنحضرتؐ کے مقرر کردہ تین جرنیل یکے بعد دیگرے جھنڈے کی آن بچاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اس واقعہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا چاہیئے! اپنے اختلافات کو بھلا دینا چاہیئے اور مشترکہ دفاع منظم کرنا چاہیئے اگر یہود کو یہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنے شعائر کے دفاع کے لئے متحد ہیں تو وہ مسلمانوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے انہوں نے اپنی جماعت کے حوالے سے اعلان کیا کہ اگر شعائر اسلامی کی حفاظت کے لئے انہیں دعوت دی جائے تو وہ ہمہ وقت حاضر ہیں کیونکہ یہی وہ حقیقی جہاد ہے جسے قرآن کریم میں حکم کے طور پر جاری کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی جماعت سے کہا کہ آپ اپنے خلاف موجودہ نفرتوں کے پیش نظر دعاؤں کے جہاد کا فوری آغاز کر دیں خدا نے توفیق دی تو دُنیا دیکھے گی کہ جہاد کے میدان میں احمدی کسی دوسری قوم سے پیچھے نہیں۔ (روزنامہ جنگ لندن (۲) ۸؍ فروری ۱۹۸۴ء)

کیرلہ اور تامل ناڈو کا تبلیغی اور تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ مدراس

مورخہ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ر جنوری کو کوڈیتھور میں منعقدہ کامیاب سالانہ کانفرنس کے بعد مبلغین سلسلہ مورخہ ۱۶ر جنوری کو وانیمبلم پہنچے۔

دو روزہ جلسہ عام

مورخہ ۱۶ اور ۱۷ر تاریخوں میں وانیمبلم بازار میں بہت کامیابی سے جلسہ عام منعقد ہوئے۔ پہلے روز مکرم صدیق امیر علی صاحب کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے مکرم مولوی محمد یوسف صاحب، مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس اور مکرم مولوی لبشارت احمد صاحب بشیر نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

دوسرے دن مورخہ ۱۷ر کو منعقدہ جلسہ کی صدارت محترم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب نے فرمائی۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب اور خاکسار نے عقائد احمدیت پر کئے جانے والے اعتراضات کے مفصل جواب دیئے۔ محترم صاحب صدر نے بھی اسی عنوان پر تقریر فرمائی۔

نلمبور

مورخہ ۱۸ر جنوری کو مبلغین سلسلہ نلمبور پہنچے۔ یہاں پر باقاعدہ کوئی جماعت قائم نہیں ہے۔ تاہم شدید مخالفت اِس علاقہ میں پائی جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں ۷ بجے یہاں کے ایک بازار میں محترم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب کی زیر صدارت جلسہ عام منعقد ہوا۔ صاحب صدر اور خاکسار نے مخالفین کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیا۔ آخر میں مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ رات کے ۱۰½ بجے جوں ہی ہمارا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تو ہمارے سٹیج کے سامنے ہی جماعت اسلامی کے چند نوجوانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے ایک نے ہمارے خلاف تقریر شروع کر دی۔ مگر حاضرین جن میں سے اکثریت اہل سُنّت والجماعت کی تھی نے اس اقدام کو غیر اخلاقی اور غیر اسلامی قرار دیا اور کہا کہ احمدیوں کی جلسہ گاہ میں اُن کی اجازت کے بغیر ایسی تقریر کرنے کی ہم تم لوگوں کو اجازت نہیں دیں گے۔ اس طرح دونوں طرف سے شور برپا ہوا۔ جسے بہت مشکل سے ختم کیا گیا۔

جلسہ کے اختتام کے بعد دوسرے دن خاکسار مورخہ ۲۰ر جنوری کی صبح میلا پالیم (تامل ناڈو) پہنچا۔ خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض خطبوں کا ملخص سنایا۔ بعد نماز مغرب و عشاء مشن ہاؤس میں منعقدہ مجلس شوریٰ میں بعض ضروری اُمور کے بارے میں غور کیا گیا۔

مسلم ہائی سکول کے ٹیچروں کو خطاب

مورخہ ۲۱ر جنوری کو میلا پالیم رحمانیہ مسلم ہائی سکول کے ٹیچروں کی طرف سے خاکسار اور مکرم مولوی اے ایوب صاحب مبلغ مقامی کو استقبالیہ دیا گیا۔ اُن کو مخاطب کرتے ہوئے خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد بہت دیر تک عقائد احمدیت پر اُن کے سوالوں کا تشفی بخش جواب دیتا رہا۔ بعد نماز مغرب و عشاء مشن ہاؤس میں منعقدہ تربیتی اجلاس کو خاکسار نے مخاطب کیا۔

کوٹار میں مجلس شوریٰ اور جلسہ عام

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۲ر جنوری بروز اتوار مسجد احمدیہ کوٹار میں خاکسار کی زیر صدارت احمدیہ سنٹرل کمیٹی کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ مجلس شوریٰ میں شرکت کرنے کے لئے جماعت ہائے میلا پالیم۔ شنکرن کوئل۔ ساتان کلم۔ تو تو کوڑی۔ چورن گوڑی۔ کالم کوڑی۔ ایروپ اور کوئمبتور سے ۱۵ نمائندگان نے شرکت کی۔

صبح ۱۱ بجے تا ۲½ بجے منعقدہ مجلس شوریٰ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں تبلیغ تعلیم اور تربیتی کاموں کو تیز کرنے کے لئے مختلف پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ نیز دوران سال طبع کی جانے والی بعض اہم کتابوں اور لٹریچرز کے بارے میں بھی فیصلے ہوئے۔

ایک خاندان کا قبول احمدیت

بعد نماز مغرب و عشاء سات افراد پر مشتمل ایک مخلص خاندان کو بیعت کر کے غلامانِ مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ واضح رہے کہ کچھ عرصہ قبل میلا پالیم کے دو معزز ہندو دوستوں کو مکمل تحقیقات کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اب ایک ماہ قبل ان میں سے ایک مفتاح الاسلام صاحب کے ایک لڑکے اور دو لڑکیوں کو جو کہ تینوں تعلیمیافتہ ہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں استقامت عطا فرمائے آمین۔

جلسہ عام

اُسی دن رات کے ۸ بجے مسجد احمدیہ کے باہر باغ میں مکرم سلطان احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوٹار کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ عام شروع ہوا۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ کوٹار، مکرم مولوی محمد علوی صاحب مبلغ سلسلہ اور خاکسار نے علی الترتیب ظہور امام مہدی، ختم نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تفصیل سے روشنی ڈالی یہ جلسہ رات کے ۱۱ بجے تک رہا۔ دوسرے دن خاکسار براستہ میلا پالیم روانہ ہو کر مورخہ ۲۴ر کو مدراس پہنچا۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں حضور اقدس کے سوال و جواب پر مشتمل کیسٹوں کا خاکسار تامل میں ترجمہ کر کے اُسے دوبارہ ٹیپ کرنے کی اہم ذمہ واری ادا کر رہا ہے۔ تاکہ یہ ترجمہ شدہ Tapes سری لنکا اور تامل ناڈو کی جماعتوں میں بھیجی جا سکیں۔ اِسی طرح خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا بھی تامل زبان میں ترجمہ کر رہا ہے جو قریب الاختتام ہے احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو مفوضہ فرائض کماحقہٗ ادا کرنے اور مقبول خدمتِ دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ✤

مومنوں کی ایک علامت بقیہ صفحہ ۶

اِس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیس وہ ذکر بالآخیرۃ

ھم لیو تلوت ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مومنوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ قربانیوں کے میدان میں بڑھتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ قربانیاں ہماری قوم کو بھی عزت دیں گی اور خود ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہونگی گویا وہ وسیع نتائج جو آئندہ نکلنے والے ہوتے ہیں اُن پر انہیں پورا یقین ہوتا ہے اور وہ اس مقصد کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ مرسلہ۔ مکرم محمد عظمت اللہ صاحب قریشی بنگلور

سرینگر محلہ خانیار میں مدفون یوز آسف؟ بقیہ صفحہ ۱۱

اور مصائب سے نجات یافتہ تھے اور یہود کے متفرق اور منتشر قبائل کو جمع کرنے کے لئے ہی کشمیر آئے تھے اس لئے جیا ہے اِس صاحب قبر کا نام یوز آسف یا یسوع آسف ہو وہ حضرت عیسٰی ہی مراد ہیں۔ اور کشمیر میں حضرت مسیح کی آمد اور پناہ کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہے اسطرح کہ "وجعلنا ابن مریم وامّہ آیۃً وَّ آوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ ومعین" (مومنون ع ۳)

یعنی ہم نے حضرت مسیح ناصری اور انکی والدہ کو ایک نشان بنایا اور ان دونوں کو یہود نا مسعود کے شر سے بچا کر ایک بلند بالا وجاری چشموں والے مقام پر پناہ دی تھی۔ اور ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ بلند و بالا مقام جہاں کثیر تعداد میں چشمے جاری ہیں صرف وادی کشمیر ہے۔ جہاں حضرت عیسٰی یوز آسف یا یسوع آسف کے نام سے اپنی زندگی کے باقی دن گذار کر فوت ہو گئے جس کا تذکرہ قدیم فارسی اور دوسری تاریخی کتب میں ملتا ہے ان میں سب سے مشہور تاریخ اعظمی مصنفہ خواجہ محمد اعظم کمال الدین ملّا نادری کی "تاریخ کشمیر" نیز انکے علاوہ ایک جدید کتاب انگریزی زبان میں HISTORY OF KASHMIR مولفہ جی۔ ایم۔ ڈی صوفی ایم اے ڈی لٹ مطبوعہ ۱۹۷۴ء ہے جس کے صفحہ ۱۵۸ میں مسیح کی کشمیر میں آمد کا تذکرہ ہے ان کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی مسیح کی کشمیر میں آمد کا تذکرہ ملتا ہے۔

Glimpses of The World History. - مصنفہ پنڈت جواہر لعل نہرو۔

Young Husband in Kashmir مصنفہ۔ سر فرانسس مطبوعہ لندن ۱۹۰۹ء

Jesus died in Kashmir. مصنفہ۔ اے فیبر قیصر جرمنی ۱۹۷۸ء

ان تمام تاریخی تحقیق سائنسی واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسٰی صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہاں سے بیہوشی کی حالت میں اُتار لئے گئے اور زخموں سے مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے بعد آپ فلسطین سے ہجرت کر کے بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر وارد ہوئے اور تقریبًا ۱۲۰ سال کی عمر گذار کر یہیں فوت ہو گئے اور محلہ خانیار سرینگر میں مدفون ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ✤

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

THE CIANTA PHONE 23-9302
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ۔ ۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

"میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا"
("فتح اسلام" مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
(پیشکش)
لبرٹی بوٹ ہاؤس
نمبر ۵-۲-۱۸
فلک نما
حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

FOR BEAUTIFUL AND DURABLE RINGS OF:-
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
MADE OF PURE GOLD & SILVER
AND
ALL TIPES OF ORNAMENTS IN LATEST DESIGNES.
PLEASE CONTACT:-
KASHMIR JEWELLERS,
OPPOSITE MASJID AQSA, QADIAN - 143516.

"AUTOCENTRE" :- تار کا پتہ
23-5222
23-1652 } :- ٹیلیفون نمبرز
آٹو ٹریڈرز
۱۶- مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار
HM براے :- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر HM
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں
AUTO TRADERS
16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۳۹
SUNRISE RUBBER PRODUCTS,
2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

پرفیکٹ ٹریول ایڈز
PERFECT TRAVEL AIDS
D/No 2/54 (1)
MAHADEV PET,
MADIKERI - 571201
(KARNATAK)

رحیم کاٹیج انڈسٹریز
RAHIM COTTAGE INDUSTRIES
17 - A, RASOOL BUILDING,
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA,
BOMBAY - 8.

ریگزین۔ نوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار سوٹ کیس
بریف کیس۔ سکول بیگ۔ ایئر بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ، مردانہ)۔ بیڈ پوس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے مینوفیکچررز اینڈ آرڈر سپلائرز

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے!
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY.
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

منجانب :- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک اسٹریٹ - کلکتہ - ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر:- ۴۳۴۷۱۷

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم : "رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھنا اجر عظیم کا موجب ہے" - (ترمذی)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام :- "خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں" - (ملفوظات جلد دہم ص۱۳۷)

پیشکش :- محمد امام اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز

۲۲ - سیکنڈ لین روڈ
سی آئی ٹی کالونی
مدراس - ۶۰۰۰۰۴

ملبن موٹرس

ارشاد نبوی ﷺ

"اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ"

(ترجمہ) :- نیکی پر آگاہ کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے!

حمایت کے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" - ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

کوڈک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ یہ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش :-

ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE - 670001.

H.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)

PHONE :- PAYANGADI - 12. CANNANORE - 4498.

حیدر آباد میں

فون نمبر :- ۴۲۳۰۱

لیا پینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۱۶ - ۱ - ۴۸۷ سعید آباد حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف ... ہدایت کا موجب ہے" - (ملفوظات جلد ششم ص۱۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۲ ٹیلیگرام اسٹار بون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپیشلسٹ :- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہونس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۲۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR®

CALCUTTA - 15.

پیشکش :-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے